۱۹۱۱

بابت فروری مارچ

فی رسالہ ۲ر

منصہ لڈاک - معاونین سے سب استطاعت

ماہوار رسالہ

احمدی

ہر انگریزی مہینے میں بلا تعین تاریخ ایک بار شائع ہوتا ہے

مقصد اصلی

اندرونی مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعتراضوں کا مفصل
و مکمل جواب دیکر صداقت بانی سلسلہ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
بدلائل اظہار کرنا ۔

فروری ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر قاسم علی ۔ احمدی پریس ڈیرہ غازیخان میں طبع ہوا

آثار الصنادید دہلی

یہ مشہور و معروف آثار قدیم پایۂ تخت دہلی سے ہر جملہ کو اصلوں پر مبنی آثار تاریخ سے مالا مال ہوتا ہے۔ ہندوستان، پرکاش، مسافر آگرہ، جھنگ سیال، شانتی پرکاش، ستیارتھ پرکاش، ستیہ پرکاش، ستیہ پرکاش، ستیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علموا ما هو شر من تحت اديم السماء من عندهم يخرج الفتنة وفيهم تعود

(رواہ البیہقی فی شعیب الایمان)

علمائے خلف

غفلت[1] اور جہالت[2] ۔ ضد[3] اور حماقت[4] ۔ بدظنی[5] اور عداوت[6] یہ چھ بیماریاں جس میں موجود ہوں۔ اس کو نہ علم سے فائدہ ہوتا ہے۔ نہ عقل سے نیک و بد کی تمیز حاصل۔ نہ کوئی نشان اس کے لئے موجب ہدایت ہو سکتا ہے۔ نہ مشاہدات و نظائر مفید۔ نہ رسول آسمانی حکیم روحانی اس کو شفا بخش سکتا ہے۔ نہ کوئی ہادی و مہدی اس کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ ایسا شخص اگرچہ بنظر مردم دنیا شمس العلماء کہلائے یا شیخ الکل جامع الفنون کا خطاب پائے۔ یا بحر العلوم کا۔ مولوی عالم کی ڈگری حاصل کرے یا فضیلت کی پگڑی۔ مگر قرآنی اصطلاح اور ربانی کلام میں وہ کلب اور حمار اور شر الدواب یعنی چارپایوں سے بھی بدتر کہلاتا ہے اس لیئے کہ باوجود عطار قوائے ظاہری و باطنی کے وہ ان سے کام نہیں لیتا۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ ولهم قلوب لا يفقهون بها

ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها۔ اولئك كالانعام
بل هم اضل اولئك هم الغافلون۔ پ ۹ ع ۱۴۔

ترجمہ۔ ان کے سینے میں دل ہیں۔ پر وہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کے سر میں آنکھیں ہیں پر وہ ان سے حق و باطل نہیں دیکھتے۔ اور ان کے کان ہیں ان سے ہدایت کی باتیں نہیں سنتے خلاصہ یہ ہے کہ وہ حقیقت میں گویا مثل چارپایوں کی ہیں۔ بلکہ چارپایوں سے بھی گئے گذرے۔ کیونکہ چارپائے اپنے فرائض کو پہچانتے ہیں۔ کتے کو دیکھو اپنے مالک کے مال کی ایسی حفاظت کرتا ہے کہ جان تک بھی دینے کو تیار ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ اپنے فرائض سے غافل کچھ نہیں سوچتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔ پس ان کی بدکاری اور غفلت کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ دیکھنے والا ان کو جہنم کی سیدالنش کہے تو بجا ہے۔

انتہی بلفظہٖ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۱۸۱

انہیں اصم۔ ابکم۔ اعمی میں سے ایک بیچارہ قابل رحم شاء اللہ امرتسری ہے۔ جس کے ساتھ بدقسمتی سے مولوی فاضل کا طمطراق بھی لگا ہوا ہے۔ جو مذکور کے حقیقی بجائے رفعت کے اخلد الی الارض کا موجب ہو گیا۔ اور اہل حدیث کہلا کر اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے لگا۔ تو کمثل الکلب اور کمثل الحمار کا مصداق بن گیا۔ اور اس حماقت کا خمیازہ دولت کو بھی اپنے ساتھ میں۔ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۱۸۰ کے بقیہ حاشیہ میں بدیں الفاظ اقرار ہے۔ کہ اگر اہل دل کے مذاق پر اس آیت

(مثلہم کمثل الکلب الآیۃ) کی تفسیر کی جائے تو یہ ایک کشش ثقل ہے
ہم دنیا دار عالموں کی جو نہیں ہوتی مثال کیونکہ وہ جکڑے ہیں
اور علم سے صاف بے لوث نکل جاتے ہیں۔ یعنی اس پر عمل
نہیں کرتے الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا ان ہی معنی کی طرف
اشارہ ہے۔ انہی باتوں کو مدنظر رکھ کر حاجی نامبردار نے اپنے دل میں یہ
سوچ لیا ہوا ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں کچھ طرح نہیں
دینی چاہیئے۔ اور ہر ایک دینی و دنیوی امور میں جو اوہ کرام اللہ باصلحت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہوئی ہیں۔ اور
دلائل عقلی ان کا بیان ہو۔ خواہ صحیح ہو خواہ غلط اس کے معتقد
ہوں۔ مگر بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان و قلم سے ان کا
اظہار ہی مخالفت کے لیئے کافی دلیل ہے اور اس بیباکی سے
اسلام اور ایمان کو بھی خیرباد کہنے کے لیئے تیار ہے جس کا خود اس کو
اقرار ہے چنانچہ صرف میں وہ یہ لکھ کر حق سے انکار ہے کہ

"میں (ثناء اللہ) بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی نسبت
میرا ایسا ایمان ہے کہ اگر دنیا کی ہر ہر دفتر کو دن کہتے
تو بھی نہ جانتا تھا۔ کہ کہیں راست نہ ہو۔

بلفظہٖ ملخصًا۔ از مرقع قادیان باب جوابی شبہ ۱۴ انیسویں صفحہ

یہ ہے اس شقی انسان کا ایمان جو مولا تعالیٰ کے ان اشتہارات امنہ
سے جو اسی صداقت شعاری کو پیش کیے ہیں۔

ہمیں شیخ کل نے تعلیم دی ہے — کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی رائے اسمیں کرنی بری ہے — نشاں غیرتِ دینِ حق کا یہی ہے

مخالف کی الٹی ہر ایک بات سمجھو
جو دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

تو تم گر ہو راست پر اس کا پاؤ — تو تم سیدھے رستہ سے کترا کے جاؤ
لگیں جسقدر ٹھوکریں اسمیں کھانے — پڑیں جسقدر دقتیں سب اٹھانے

جہاز اس کا نکلے جو بچکر بھنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

ناظرین! ثناء اللہ کا ایمان تو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب تین دفعہ کے وقت بھی دن کو دن کہدیں۔ تو ثناء اللہ اسے رات ہی سمجھیگا۔ یہ ایمان کہانتک مطابق قرآن ہے؟ اس کا جواب اس ہی ایمان دار کی تحریر سے پیش کرتا ہوں جس کو ملاحظہ فرما کر آپ ہی خود اندازہ کرلیں۔ کہ اس کے دل میں کسقدر ایمان اور عرفان ہے اور یہ کس درجہ کا مسلمان ہے۔ سنئے! جسوقت اس ناہنجار پر کفر وغیرہ کا فتوے اس کی ہی قوم نے لگایا۔ جو بنام اربعین شائع ہوا۔ تو اس کے جواب میں اس بڑے مومن نے کتاب المبین نام ایک رسالہ لکھکر شائع کیا جس کے صفحہ ۱۵ فصل سوم میں حسب ذیل رقمطراز ہے۔ یہ لکھتے ہیں۔

"ہمیں عوام نہیں بلکہ خواص (جنہیں ثناء اللہ ہدایۃ اللہ کہتا ہے)

محض تنگدلی سے یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ قول فلاں مستشرق یا شیعہ کا ہے اس لیئے ہم اسکو غلط جانتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں (جبکہ چاروں طرف سے دھڈکا رکھڑکا پڑنے لگی۔ تو) ایسے خیالات عقل و نقل کے صریح خلاف ہیں۔ قرآن و حدیث ایسے خیالات کا صریح رد کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ کسی قوم کی عداوت سے عدل نہ چھوڑا کرو (بشرطیکہ تم اہلِ الحدیث نہ ہو) ہمیشہ عدل کیا کرو۔ عدل ہی تقوے سے قریب ہے۔ (جس کے نزدیک زانی اور کاذب بھی متقی ہے اس کو چھوڑو کیونکہ وہ مخالف اسلام عقیدہ رکھتا ہے۔) ایک حدیث میں جو صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ کہ شیطان نے ابوہریرہ رضؓ کو بتلایا کہ سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لیا کر جب اس نے حضور نبوی میں بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے تصدیق فرمائی۔ کہ گو وہ جھوٹا ہے۔ مگر اس بات میں سچا ہے۔ اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی گمراہ شخص یا قوم کی کسی سچی بات کو تسلیم کر لینا اسلام کی تعلیم اور انصاف کا مقتضیٰ ہے (مگر اس کے لیئے نہیں جس کا یہ ایمان ہو کہ مخالف اگر دوپہر کے وقت کہے کہ یہی دن کہے۔ تو رات ہی سمجھنا چاہیئے۔) بلفظہٖ صفحہ ۱۵ و ۱۶

اس دروغگو متقی نے جوش حماقت میں آکر مرقع قادیانی کے حاشیہ پر تو اپنے ایمان کی تعریف یہ کر دی کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اگر دن

کو دن کہتے تھے۔ تو اہلحدیث کا فخر اپنی قوت ایمانی و لطافت روحانی سے
اس کو رات ہی کہنے اور ماننے پر مجبور ہوتا تھا۔ مگر دوسرے موقعہ پر جب
یاران ہمنوا نے رگیدنا شروع کیا۔ تو حماقت و جہالت کا کسیقدر جوش
ٹھنڈا ہونے پر کلام المبین میں اپنی مخلصی کے لیئے حق بزبان جہاری
ہوگیا۔ اور صاف نکہہ دیا کہ مخالفت کی سچی بات کو تسلیم نہ کرنا۔ قرآن و
حدیث کے خلاف ہے۔ جس سے دروغ گو را حافظہ نباشد پورا عمل کرکے
دکھلا دیا۔ سو تحریف کی نسبت نہیں سنی۔ حقیقت کھل چکی
حضرت یہیں سے۔ الغرض بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ الف الف علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی اور عداوت سے اس خناس کی تمام عقل ماری
گئی ہے اور حضرت اقدس کی ہر ایک سچی بات کی مخالفت کرنا۔ اس خبیث
نے اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ اور پھر اس کارگزاری پر نازاں ہو کر سمجھتا
ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت ہی دلیل مسلمانی اور قرآن دانی
ہے۔ اور یہ ہی طریق مومن کی نشانی اور حدیث خوانی ہے۔ اور یہی
ایک عمل (یعنی سچائی اور صداقت کی ضد اور حماقت سے مخالفت کرنا) جاب
فضل رحمانی اور ذریعہ نجات جاودانی ہے۔ اگرچہ تمام گھر کی ویرانی اور ہر طرح
کی بے ایمانی یا صدہا پشیمانی اور ہزار سرگردانی یا لاکھ نادانی اور کروڑ حیرانی
سے بھی حاصل نہ ہو۔ بلکہ اسی آرزو میں اگر ملک الموت بھی آجاویں اور روح
قبض کرکے جہنم واصل کردیں۔ تو بھی اس مخالفت خدا اور رسول
باز نہ رہنا۔ اور ایسی موت احمر کو بھی ایک خوش نصیبی سمجھنا چاہیئے۔ اور

پورا نمونہ تعریف ذیل حدیث مرفوع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے حدیث کا ذکر کرنا لازمی ہے

ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماؤھم شر من تحت اديم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا فقط نام اور قرآن کا فقط نقش باقی رہے گا۔ گو مسجدیں آباد ہوں گی یعنے ظاہر کے نمازی بہت ہونگے لیکن ہدایت سے ویران ہونگی۔ کوئی ان میں دین کی راہ پر نہ ہوگا علماء ان کے سب لوگوں سے بدتر ہوں گے۔ جو آسمان کے نیچے ہیں ان ہی کے پاس سے فتنہ نکلیگا۔ اور ان ہی کے اندر پھر کر جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام کا فقط نام رہجائے گا۔

انتہی بلفظہ از کشف الالتام مولفہ مولوی صدیق حسن خان بہوپالی اہلحدیث

مزید شہادت اس کی تائید میں درکار ہے تو حضرت الشیخ دہلوی مانتا ہے کہ وہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ قرب قیامت کے علماء کے دل سے علم اٹھا لیا جائے گا بلفظہ حاشیہ کلمات المبین صفحہ ۵۷

یہ وہ شکوہ ہے جو علماء حال کے حق میں حضرت شیخ دہلوی کر رہے ہیں وہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہیں لیکن تاہم اس مقام پر سنانا ہے۔ کہ متذکرہ بالا حدیث کے مصداقوں کا کھول کر پتہ بتایا جائے۔ تاکہ اپنے پرائے اہلحدیث اور غیر اہلحدیث کو جائے دم زدن باقی نہ رہے اور کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ

یہی مقدس گروہ علماء اس حدیث اور پیشگوئی کے پورا کرنے والا ہے
سو واضح رہے کہ ہمکو اس نظارے کے واسطے دور جانے کی ضرورت
نہیں نہ دلائل خارجی لانے کی حاجت خود فضیلت مآب اشرف الناس امرتسری
صاحب کی تحریریں ہی اس پر شاہد عادل اور نص صریح ہیں۔ اور اسی
ہندوستان خاصکر دار العلوم دہلی اور امرتسر وغیرہ میں ایسے وجود موجود
ہیں جن کا پورا پورا عمل حدیث بالا پر ہے۔ سنیئے سب سے اول گواہی
میں ہم نواب صدیق حسن خاں مجدد فرقہ اہلحدیث کو پیش کرتے ہیں جس
کی تصانیف پر وہابیوں کو بڑا ناز ہے۔ نواب مرحوم اس حدیث کی ذیل
میں رقم فرماتے ہیں۔ کہ

"علماء بدعات و منکرات کثیر فتنہ برپا کرینگے۔ ایک دوسرے
کو کافر بنا کر اپنا ایمان برباد کرینگے۔ بہرحال یہ حدیث بھی ایک
معجزہ ہے۔ کیونکہ سارے امور مآل ارشاد
حضور کے واقع ہوئے ہیں اور ہم نے اپنی آنکھ اور کان سے دیکھ
سنے اور سب لوگ ہر روز دیکھتے سنتے رہتے ہیں۔ لیکن
ہزار میں ایک کو بھی عبرت نہیں ہوتی ہر شخص یہ جانتا ہے (جنمیں
خود بدولت نواب صاحب بھی ہیں ناقل) کہ یہ حدیث حق ہیں
دوسروں کی آئی ہے۔ نہ میرے حق میں"

انتہی بلفظہ کشف اللثام صفحہ ۷

افسوس ہے کہ مجدد اہلحدیث نے ما لا یلتقی لون ما لا تفعلون کو بھلا کر

خود بھی عمر بھر یہی عقیدہ رکھا۔ کہ اس حدیث کے مصداق تمام احنفیہ وغیرہ ہیں۔ اور جب بھی موقعہ پایا اپنی قلم و زبان کو دوسرے گروہ کے علماء کے خلاف ہی چلایا۔ توکر بکھ رکھ کر بھی حضرات مقلدین کے بزرگوں کو برا بھلا کہلوایا۔ غیروں سے مضامین لکھ کر یا پیسے دے کر لکھوا کر اپنے نام سے اور اپنے مضامین غیروں کے نام سے رسالوں کتابوں کی صورتوں میں چھپوا کر شائع کیے۔ اقرب الساعۃ و تہذیب النسوان وغیرہ دیکھ لو۔ ؎ ہر کسے ناصح برائے دیگراں۔ ناصح خود پاشکم درجہاں دوسری شہادت امرتسری خبیث کی اس کے اخبار اور کتابوں سے پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے کہ خود بدولت اپنے ہمعصر علماء کو کیسا دین دار۔ متقی عالم باعمل۔ نائب رسول۔ راست باز اور حق گو سمجھتے ہیں۔ بریکٹ کی عبارت راقم ہذا کی ہے۔

"مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے۔ وکیا ما ھدو ا ھدا" بلکہ "فبرئت ذمتھم بل اکثرھم لا یؤمنون" عوام کالانعام تو بجائے خود خواص (ثناء اللہ جیسے۔ ناقل) ہی اس قابل نہیں کہ ان کو اسلامی احکام کا پابند کہا جائے۔ علماء کرام۔ ایڈیٹران اخبار (جیسے ثناء اللہ نابکار۔ ناقل) مالکان مطابع (یعنے امرتسری خبیث۔ ناقل) یہی تو مصلحان قوم کے اصناف ہیں (صرف بقول خود۔ ناقل) بتلائیے ان میں کتنے اک ہیں جو نمونہ اسلام کہلانے کا حق رکھتے ہیں (کیا ثناء اللہ یا محمد حسین یا زینوی یا

بہوپڑی یا آروی یا زیرآبادی یا دہلوی۔ یا رامپوری۔ یا سیالکوٹی وغیرہ وغیرہ
۔ ناقل) حالت موجودہ کے لحاظ سے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ

ڈرتے کہیں یہ نام ہی مٹ جائے نہ آخر ☆ بدنام کیا ہے دور زماں میں مجھے تم نے

بلفظہٖ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ اکالم ۲

دیکھا تو ثنا اللہ کے سر پر کیا دبدبوں رہا ہے اور اس سے کہلوا رہا ہے کہ علماء رحمانی

(۳) ہمارے علماء مختلف خیال والوں کا ایک جگہ جمع ہونا

کبھی حرام جانتے ہیں۔ آپ ہم سے کفار کی طرح لڑنے

متفق ہو کر مخالفین سے مقابلہ کرنا۔ ناقل) کرنا چاہتے ہیں۔ دو دن

جائیں مر جائیں پر لیا نہ کریں گے۔ بلفظہٖ اہلحدیث مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۰ء

یہ دونوں شہادتیں۔ دو علماء و ہم شہر ہیں۔ ہم اسماء کا اقراری ہو جائیں گے اور ۲۵ دسمبر ۱۹۰۴ء کے اہلحدیث میں امرتسری شیطان اپنی ذریت میں سے

کسی شاہجہانپوری کا رسالہ زیر عنوان "اربعین پر ریمارک" درج

کرتا ہے۔ ناظرین دراثنا شاہجہانپوری کا جان نہیں جس میں اسی مقدس

فرقہ اہل حدیث کے علما کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ ناصہ رگذار اپنا سفر نامہ تحریر

کر رہا ہے۔ اور اس سفر میں جن جن علماء سے مختلف امصار میں ملتا گیا

ان کی حالت زار اس طرح ظاہر کرتا ہے۔ کہ

۳۔ میں اپنی ضرورت کے لیئے میرٹھ ہوتا ہوا دہلی گیا۔ میرٹھ

میں۔ ایک فاضل اہلحدیث سے نیاز حاصل ہوا جو کہ مولانا

ثناء اللہ صاحب کے بکثرت میں داخل ہیں ان سے مولانا

کے کفر نامہ پر گفتگو کی۔ جو ایسا معقول تو کیا دیتے لگے
بیہودہ الفاظ بکنے۔ جو لکھنا محض فضول ہے۔ میں نے
ان کو قابل خطاب نہ سمجھکر خاموشی کو بہتر جانا۔ ایک بات
ان کی دیانتداری کی نقل کرتا ہوں۔ جسے دریافت کیا۔ مولانا
آپ نے جس (ثناء اللہ۔ بدا اللہ) پر کفر کا فتوے جڑا ہے اسکی
کوئی کتاب بھی دیکھی ہے۔ یا فتوے پر دستخط ہی کر دیئے تو
آپ کس صفائی سے بولے کہ کوئی نہیں۔ ناظرین اس
دیانتداری پر تحسین کیجئے..... غرض وہاں سے میں
دہلی گیا۔ تو ایک مولوی نابینا سے (اس وہابی کا نام عبدالوہاب
ہے۔ ناقل) ملاقات ہوئی انہوں نے بھی مولوی ثناء اللہ
صاحب کو بے خطابہت کچھ سنایا۔ اور دریافت کرنے پر
معلوم ہوا۔ کہ آپ بھی کورے ہیں۔ آپ نے بھی مولانا
صاحب کی کوئی تصنیف نہیں سنی۔ مگر انہوں نے جو مولانا
صاحب پر زبان صاف کی تو شکایت نہیں وہ حضرت
بڑے فاضل ہیں۔ امام اعظم صاحب کو اپنے شاگرد
کے برابر تصور نہیں کرتے اور دن میں پچاس مرتبہ توہین
کرتے ہیں۔ (کیوں نہ ہو۔ ایک تو کریلا۔ دوسرے نیم چڑھا۔ یعنے آپ
اہلحدیث اور شیخ الکل کے شاگرد رشید ہیں۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔
ناقل) بلفظہ ملخصاً اہل حدیث مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۶

جب چائے اسٹریٹ پر جب ایڈیٹر عصر جدید نے اربعین عزیز نویہ کی وجہ سے نوٹس لیا۔ تو اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی بریلوی لکھتا ہے کہ

"یہ بیان بھی اڈیٹر صاحب (عصر جدید) کا واقعات پر مبنی نہیں کہ "حنفی اور شیعہ اپنی فقہی روایات کو واجب اور قطعی سمجھتے ہیں انہیں اختلاف کم ہوتا ہے" ہم بہت خوش ہیں خدا کرے کہ اڈیٹر صاحب کا بیان اگر گذشتہ واقعات سے مطابق نہیں تو آئندہ واقعات ہی سے ہو۔ مگر امید نہیں کیا آپ سے علماء حنفیہ کا مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ سے۔ کہ ایک فریق نے دوسرے کو کہاں تک پہنچایا تھا۔ کیا مسئلہ مولود شریف کے اختلاف پر آپ مطلع نہیں ہے کیا علماء حنفیہ بریلی اور علماء گنگوہ دیوبند وغیرہ کا اختلاف دل دکھانے والا نہیں۔ کیا ندوہ کے بانی حنفی اور جدیدہ کے بانی وہی حنفی نہیں۔ کیا لاہور وغیرہ کے شیعوں کا اختلاف سیدہ کے نکاح کے بارے میں آپ سے مخفی ہے۔ کہ ایک فریق شیعہ کا دوسرے اور دوسرا تیسرے کو کن لفظوں سے یاد کرتا تھا۔ اخیر میں کوے کی کائیں کائیں (یعنے کوے کی حلت وحرمت میں رسالہ بازیاں جو گنگوہ و بریلی وغیرہ میں باہمی ہوئیں خاکسار) بھی آپ نے نہیں سنی کہ اس نے کہاں تک

سفر کھا رہے ہیں۔ اور کھا رہا ہے۔

بلفظہٖ ملخصاً اہل حدیث مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳

اخبار اہلحدیث ۲۰ دسمبر ۱۹۶۰ء میں ہائے مسلمانوں کی سرخی دے کر مولوی ولی محمد صاحب حنفی جالندھری کا کفرنامہ درج کرکے امرتسری ہنود کی لکھتا ہے۔ کہ

اس اشتہار (کفرنامہ) کو دیکھ کر کون پنجروں سلمان ہے جو ہمارے بھائی کی حالت زار پر آنکھ آنسو نہ بہائے۔ اللہ الصمد ایک زمانہ میں ہمارے مسلمان کافروں کو مسلمان بناتے تھے۔ مگر اب اس کا عکس ہر ایک کی یہی کوشش ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے دوسرے پر کوئی نہ کوئی فتویٰ جڑ دیا جائے۔ بلفظہٖ بقدر الحاجۃ۔ ص ۳

۲۶۔ جنوری ۱۹۶۱ء کے اہلحدیث میں زیر عنوان "ہائے دہلی" امرتسری ناصح دہلی کی حالت بیان کرتا ہوا علماء دہلی کا حال لکھتا ہے۔ کہ

"دہلی کو جہاں یہ تمام دینوی عزتیں حاصل تھیں۔ مذہبی دنگل کے ہونے کا منحوس نام بھی اسی پر لگ گیا ہوا باوجودیکہ علماء دہلی نے ۱۹۱۲ء میں باہم معاہدہ کیا تھا کہ دونوں گروہوں اہلحدیث اور حنفیہ میں کوئی کسی کا تعرض نہ کرے۔ اور ہمیشہ صلح و صفائی سے رہیں۔ مگر خود نہ

اہلحدیث۔ ناقل) کو کہاں ہمیں بھی ہی دنوں اس معاہدہ کا اثر ہوا آج کوئی دہلی میں جائے۔ تو یہی سنیگا۔ کہ فلاں ہولوی صاحب نے وعظ فرمایا کہ حنفی ایسے ہیں چار قدم آگے جاؤ تو پیشوکے کہ پیر مقلد تو بالکل ہی گئے گذرے۔ دین سے یوں خارج ہیں جیسے گوندھے سے بال نکل جاتا ہے۔ آج ہمارے پاس ایک اشتہار دہلی سے پہنچا ہے۔ اور ایک آدمی نے آن کر زبانی سب واقعات بیان کئے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ ان علماء کرام کو کیا سوجھی ہے۔ بلفظہٖ بقدر الحاجۃ صفحہ ۶ کالم اول

اہم ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اسجگہ اس اشتہار میں سے بھی چند اقتباس اپنے ناظرین کے پیش نظر کردیں جس کا دہلی سے اخبر ثمری کے پاس پہنچنا اوپر درج ہوا ہے۔ کیونکہ وہ اشتہار بھی عجیب ہے۔ اور اس میں علماء احناف کو اہلحدیث نے دعوت مباہلہ دی ہے۔ مشہور اس کا ایک عالم خلیل الرحمٰن نام اسلم گڑھی مولوی محمد بشیر سہوانی کے شاگردوں میں سے ہے۔ اور اصل میں یہ اشتہار جانشین شیخ الکل بشیر سہوانی کی سازش کا نتیجہ تھا۔ اشتہار میں علماء کا کردار دیتے ہوئے یوں تحریر کیا ہے۔ کہ

"عام لوگوں کا کسی طرح چارہ نہیں کہ وہ ان علماء کے مکاوٹیوں کے پھندے سے نکل سکیں اور کاذب و صادق میں فرق کر سکیں ۔۔۔۔۔ سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ

خالق الارض والسموات ہی ان ظالموں کو سزا دے ....
.... یہ لوگ اپنی کمائی کے لیئے ہمکو بھائیوں سے دشمن بناتے
ہیں۔ اور خوب آپس میں لڑاتے ہیں۔ اور آپ روپیہ کما کر مزے
اڑاتے اور حویلیاں بناتے ہیں۔ .... کوئی صاحب (مولوی۔
عبدالوہاب ساکن صدر بازار دہلی۔ غیر مقلد۔ ناقل) فمن اضطر
غیر باغ سے صفحہ کا مسئلہ لگاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ
جس طرح اضطرار کی حالت میں خنزیر حلال ہے۔ اس صفحہ
کا بھی یہی حال ہے۔ کوئی (ایک اور مولوی وہابی۔ ناقل) کہتے
ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھنا شرک ہے
بعض (وہابی علماء ناقل) صاحب کہتے ہیں کہ ہر کام میں بسم اللہ
الرحمن الرحیم پڑھنا درست نہیں۔ کوئی (بڑا لوی غیر مقلد ناقل)
کہتے ہیں۔ کہ امام مہدی کا پیدا ہونا غلط ہے۔ اس بارے میں
کوئی حدیث صحیح نہیں۔ اور کچھ نہ سوجھی تو بیٹھے بٹھائے
(گھوڑی سے) کوا بھی حلال کر دیا۔

بلفظہ از اشتہار مذکور صفحہ ۱ و ۲ مطبوعہ ستارہ ہند پریس

۲۳ ربیع ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں "ہمارے اسلام" لکھکر مولوی عبدالغنی
دانا پوری کا مضمون مسلمانوں کی حالت زار پر نقل کیا ہے۔ جسمیں اہل حدیث
کا نامہ نگار اپنے فرقے کے علماء کی خصوصاً اور دیگر علماء کی عموماً اس طرح
خبر گیری کرتا ہے۔

۸ "علمائے عظام کی طرف نظر اٹھائیے تو منبروں پر صدائے
وعظ سے کے وعظ انجمنوں میں اتحاد و اتفاق کی گفتگو۔ گروہوں
شخصیہ کہ ان و اعظان کی جلوہ برخراب و خجیر میکنند۔ چوں خلوت
میروند آں کار دیگر میکنند جب معتقدین میں بیٹھا رسالہ
بازی پر تلے۔ تو محض جزوی اختلافات کی بدولت مسلمانوں کے
ہر شخص کو دوسرے بھائیوں کی آنکھوں میں ستر جب اپنے
کفر بنائے ہیں بجائے اس کے کہ پیغمبر خدائے قوم و
ملت گنہگاروں کو پرہیزگاری کی راہوں کا امیدوار بناتے ہیں
ہی شم سے دیکھا جاتا ہے کہ روز افزوں ان
ہی کی جماعت کے لوگوں میں سے ایک دوسرے
کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہا ہے۔ (گروہ
علما میں سے) بعض بعض حضرات اگر اتفاقاً تو دل سے کتاب
و سنت کے جاں نثار کہیں ہیں۔ ہی تو تقلی و خود بینی نے
کچھ اس طرح دشمن سنکر بھا پکڑا۔ کہ جہاں آپسمیں لطف و اخلاق
کی افزونی ہوئی۔ وہاں دن بدن انقباض ہی انقباض پیدا
ہوتا۔ دیکھا جا رہا ہے۔

اگر غیر کرتے ہیں یہ سب بجا یا ذرا بھی محل تعجب نہیں رہا
ہے رونا جبھی کچھ تو اس کا ہی رونا کہ اہل حرم اور ایسا ہی رہا
وہ دین نبی پاک صاف الہی ہوا ہے دلوں سے الہا اتار

بظاہر ہے شکل آدمی کی گو عالمانہ — مگر سارے عادات ہیں وحشیانہ
نہ قرآں پڑھ کر سناتے ہیں کسی کو — نہ مطلب کی باتیں بتاتے ہیں کسی کو
نہ اچھے خصائل سکھاتے ہیں کسی کو — نہ بدکاریوں سے بچاتے ہیں کسی کو
کسی کو نہ رہنے دیں مل جل کر باہم — یہ ہے پھوٹ دنیا میں اس کا نہیں کم

بقیہ دنیا از صفحہ ۶

امرتسری کذاب ۸ ستمبر ۱۹۱۰ء کے پیسہ اخبار میں ہر دلی کے ایک نامہ نگار کا مضمون زیر سرخی "پیارے اسلام کی نازک حالت کا فوٹو" درج کرتا ہے۔ جس نامہ نگار حسب ذیل رقمطراز ہے۔

"کچھ شک نہیں اگر ہمارے علماء جواب شہریں سے بیدار ہوں اور آپس کی نااتفاقی کو جو اکاس بیل کی طرح پیارے اسلام پر پھیل رہی ہے۔ دور کرنا شروع کر دیں اور اور مرض مخالفین کو جو دیمک کی طرح شجر اسلام میں چھید کر رہے ہیں روکنا شروع کر دیں جیسا کہ بعض علماء کر رہے ہیں ..... مگر نہیں اگر آریہ سماج اسلام کے پیٹے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ بھی طرح طرح سے ہمارے علماء کو ایک دوسرے کو کہلائے جاتے ہیں۔ شب و روز بجائے اتحاد و اتفاق کے تفریق و نفاق کو تقویت آپس میں دے رہے ہیں۔ یہاں کسی نے ذرا بھی ان کے خلاف کلام کیا پس فوراً مورد لعن طعن ہو گیا۔ کفر کے فتوے اس پر جاری کیے جاتے

کی مانند در بدر پھر رہے ہیں۔ الخ

اجزاء اہل حدیث نمبر ۱۴ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۷

ناظرین! کہاں تک حدیث مرفوع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مصداقوں کا حال بیان کیا جائے۔ اس کے لیئے تو میری تمام عمر ہی کافی نہیں ہو سکتی۔ مولوی حبیب الرحمن صاحب شروانی جیکن پوری نے "علمائے سلف" نام ایک تاریخی رسالہ محرر کر کے ندوۃ العلماء کے چوتھے سالانہ جلسے پر بمقام میرٹھ پیش کیا تھا۔ جو اصح المطابع لکھنؤ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے اسمیں لائق مصنف نے گزشتہ علماء اسلام کے حالات مورخانہ پیرائے میں لکھکر دکھلایا ہے۔ کہ وہ کیسے باہمی شیر و شکر بن کر رہتے تھے۔ اور باوجود اختلافات کے ایک دوسرے کی شکل سے بیزار نہ ہوتے میرا ارادہ اس کے مقابلے میں "علمائے خلف" لکھنے کا تھا جس کا بہت کچھ مواد میرے پاس بفضل الٰہی موجود ہے لیکن ندیم الفرصتی اس کی تالیف سے اسوقت تک مانع رہی۔ اب جبکہ ننگ سلف فخر خلف امرتسری کذب کے لیئے تحفہ تیار کرنا پڑا۔ تو کسیقدر حصہ **علمائے خلف** کا جو مصداق حدیث مذکور

علماء هم شر من تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود الحديث کے ہیں ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے۔

حدیث متذکرہ بالا میں یہ پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جسمیں اسلام کا فقط نام اور قرآن کا فقط

نقش باقی رہے گا۔ اور کچھ نہیں مسجدیں تو آباد ہونگی لیکن ہدایت سے ویران۔ علما اس وقت کے ان سب لوگوں سے جو آسمان کے نیچے رہتے ہیں بدتر ہوں گے۔ انہیں علما کے پاس سے فتنہ نکلے گا۔ اور انہیں کے اندر واپس جا گھسیگا۔" یہ پیشگوئی جیسی کہ علمائے خلف کے لیئے خطرناک ہے وہ کسی حاشیے کی محتاج نہیں میں صرف چند فتنوں کا ذکر کرکے جو علما رحال کے اندر ہی سے نکلے اور پھر انہیں میں واپس ہو گئے اپنے مدعا کو مبرہن کر دکھلاتا ہوں۔ ذرا غور سے سنئے۔ ابھی تھوڑا زمانہ ہوا ہے جبکہ مقلدین و غیر مقلدین کا ایک فتنہ عظیم اٹھا۔ اور اس سے کسیکو انکار نہیں۔ کہ یہ فتنہ عوام الناس سے تعلق نہیں رکھتا۔ خاص الخاص اسی گروہ مقدسہ کا ساختہ پرداختہ ہے۔ جس کے برپا ہونے پر باہمی سخت خانہ جنگیاں ہوئیں۔ اور دہلی ہی اس منحوس کام کا مرکز ہے۔ بالآخر بہت سے جھگڑے اور فتوی بازی ہو کر ۲۶۔ ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ ہجری مطابق جنوری ۱۸۸۲ء کو مقلدین اور غیر مقلدین کا باہمی معاہدہ ہوا۔ اور کمشنر صاحب بہادر دہلی کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔

اما بعد چونکہ دہلی و دیگر امصار میں اکثر نافہم لوگوں۔

(یعنے علما خلف۔ ناقل) نے مسائل فروعیہ میں تنازعات بے معنی برپا کرکے اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل سنت والجماعت تقریراً و تحریراً کہنا شروع کیا۔ اور

یہاں کے فساد سے اور ان فتنہ پردازیوں کی شدت
و تکرار بین المسلمین واقع ہوئی اور بوجہ بے توجہ داری پہونچی
اس لیئے ہم معاہدہ کرتے ہیں کہ (ناقل) آئندہ ایک فریق کی نماز
دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت تمام مفسدات جائز ہے
اور کوئی کسی کو برا اور بدمذہب نہ بنائے مساجد میں بھی
فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہ ہو۔ عامل بالحدیث
اپنے طور پر عمل کرے۔ اور عامل بالفقہ اپنے طور پر عمل بالقیاس
ہر موقعہ تحریر پر صرف دلائل کتب کوئی بات خلاف مذہب
نہ لکھی جائے۔ اور اب جو شخص کوئی استفتاء یا کوئی ایسے
مضمون کا شائع کرے جس میں مذاہب اربعہ یا محدثین
رحمہم اللہ کی توہین ہو اس کے ذمہ دار کی کی
حکام والا شان سے استدعا کی جائے۔

انتہی ملخصاً مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ

اس معاہدہ مذکور پر ۳۲ علمائے خلافت کے دستخط ہیں جنمیں تمام
علمائے دہلی معہ شیخ الکل شامل ہیں۔ اس معاہدہ سے بالبداہت یہ
بات ظاہر ہے۔ کہ انہیں ننانوے علماء کی بدولت ایک فتنہ برپا ہوا
جس کا اثر بلاد و امصار میں بھی پہنچا۔ اور آخر کار انہیں میں لوٹ کر وہ
غائب ہو گیا جس سے من عند غیر اللہ تزلزل العقیدۃ فی بعض الشواہد
کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اب ذرا آگے چلئے ۱۹۲۰ء میں تو یہ

معاہدہ ہوا اگر رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ میں ایک فتوے تکفیر انہیں
معاہدہ کنندگان وغیرہ کی طرف سے گلابی رنگ کا جامع الشواہد نام چھپی
ہو کر حکم صادر ہوتا ہے کہ۔

"فریق مقلدین کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں ان کے پیچھے
نماز درست نہیں ہے۔ ان سے مجالست و مخالطت ناجائز
ہے۔ ان کے بعض عقائد موجب کفر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ
اور اس میں یہ بھی لکھدیا۔ کہ وہ معاہدہ جو عدالت کمشنری
میں داخل ہوا تھا۔ وہ ایک فیصلہ باہمی تھا نہ فتوے شرعی اس
لیئے وہ قابل نوٹس دینے کے قابل ہے۔

وغیرہ۔ مطبوعہ فیض محمدی پریس لکھنؤ

یہ فتنہ ثانی اپنی پوری قوت کے ساتھ اٹھکر ایک لمبے عرصہ تک بہت سے
گل کھلاتا۔ ان دینی اداروں کی پردہ دری کرتا ہوا لوٹ کر ان میں ہی سما
جاتا ہے۔ اور پھر ایک دوسرے کے پیچھے نازیبا ہونے لگتی ہیں جس
جس فتنہ کی متعلق تحریریں و تقریریں ان کی زبان و قلم سے اس آتش
زدگی میں لکھتی رہیں۔ وہ ان علماء خلف کے علم و اخلاق ورع و اتقا
کا آئینہ ہیں۔ وہ وہ دیباچے نام رسالوں اور کتابوں کے رکھے گئے جنکو
سمجھ کر شیطان بھی سٹپٹا جائے۔ گمان ہوتا ہے کہ ان بزرگوں سے پیدا ہونے والے
اس بحر ظلمات داستان کو یہاں تک چھوڑ کر جانے والے حالانکہ الحمد للہ علماء و اہل کرام
بیان کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء ہیں۔

مولوی عبدالوہاب اہلحدیث جو صدر بازار دہلی کی وہابی پارٹی کا سرگروہ ہے۔ اس بیچارے نے مندرجہ ذیل ایک فتوے اپنی علمی شان کے اظہار کے لئے متعہ کے متعلق دیا۔

متعہ کا حکم مثل خنزیر کے ہے۔ وقت حالت اضطرار کے مثل جہاد وغیرہ اشد ضرورت کے وقت ثواب کہاں صرف اجازت کی بھی شریعت محمدیہ میں پائی جاتی ہے۔ بلفظہ

اس فتوے پر عبدالوہاب صاحب کے مذہبی بھائی مولوی لطف حسین غیر مقلد نے جو ہمیشہ صولویانہ ادھیڑبن میں رہتے ہیں۔ موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور ایک چورقہ ۲۰ رجب ۱۳۲۹ھ کو چھپوا کر اپنے ہوا خواہوں میں پہنچا دیا جسمیں سے چند اقتباس حسب ذیل ہیں۔

"افسوس ہے۔ فرقہ اہل حدیث سے۔ کہ دعویٰ تو یہ ہے۔ کہ ہم قرآن و حدیث کے تابع ہیں۔ اور کسی کا قول بلا دلیل شرعی حجت نہیں۔ اور حال یہ ہے۔ کہ مفتی صاحب کے قول پر فریفتہ۔ اور دلیل بالائے طاق ہے اب بقول خصم پوری وہابیت اسیکا نام ہے....."

مفتی (عبدالوہاب) صاحب ہر وعظ میں تخلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کریں۔ چنانچہ عید الضحیٰ کے خطبے میں یہ تقریر کی تھی۔ کہ سب مسلمانوں کو چاہئے کہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کریں۔ اور کسی کی

طرف التفات نہ کریں۔ کوئی صحابی ایسا نہیں جس سے خطا نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ مرتی مر گئیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے بات تک نہ کی۔ اور ان کو کہتی رہیں۔ کہ ضال مضل۔ گمراہ ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے

ملخصاً بلفظہٖ بقدر الحاجۃ

یہ شہادت ایک اہلحدیث عالم کی دوسرے اہلحدیث عالم کی بابت ہے۔ اب تیسرے بزرگ خیر خواہ مسلمین رحیم اللہ اہلحدیث ۲۹ رجب ۱۳۱۶ھ کو ایک دو ورقہ گالی اس کے جواب میں چھپوا کر بانٹتے ہیں جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

استغفر اللہ یہ سب بہتان ہیں (جو مولوی تلطف حسین نے اپنے چوورقے میں لکھے ہیں۔) جناب مولوی عبدالوہاب صاحب نہ ایسا کہتے ہیں۔ نہ ایسا کرتے ہیں نہ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ ان دنوں ایسے ایسے مولوی اور حاجی ہادی اور رہبر دین بن رہے ہیں کہ جنکی صورتیں مساجد و جماعت میں بھی کبھی نظر نہیں آتیں اور وعظ کہنا اور سننا تو درکنار۔ مگر ہاں کسی کی مخالفت کا موقعہ آوے۔ تو دیکھیئے کہ کیسے کیسے فاخرہ جبہ و دستار سے آراستہ ہو کر اپنی غرض کی تحریروں پر سر کرانے اور کان بھرنے کو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہوئے

جناب شیخ الکل (مولوی نذیر حسین) کے روبرو موجود ہوتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ عنقریب خدا پاک صورت و سیرت کا حساب لینے والا ہے۔

بلفظہٖ ملخصاً۔

اس کے بعد دو ایک اور اشتہار نکلکر آخر مولوی عبدالوہاب اہلحدیث کے لئے وہ روز آگیا جو ثناء اللہ پر مولوی حسین کی بدولت آیا ہوا ہے۔ یعنے عدالت عالیہ شیخ الکل سے حکم اخراج از جماعت اہل سنت صادر ہوا۔ ملاحظہ ہو۔ فتوے دہلی مرتبہ انصاری پریس دہلی۔ بلا قید تاریخ۔"

"(جواز منع کا) فتوے دینے والا بیشک اہل سنت کے نزدیک رافضی ہے۔ اور مبتدع و ضال اور خارج اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جیسے رافضی کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ اس کا وعظ سننا اہل سنت والجماعت کو حرام ہے۔ اہل سنت کو ایسے شخص سے احتراز واجب ہے۔ ایسے شخص کو تحریر دین سمجھنا اسے روا ہے"

بلفظہٖ ملخصاً مہر مولوی سید نذیر حسین و تلمیذ حسین

یہ فتنہ بھی دور تک چلا گیا ہے۔ اور بہت سے مقدمات اور جھگڑے اور استغاثے فتوے بازیاں ہو کر پھر ان ہی میں غائب ہو چکا ہے ابھی

ہم ایک اشتہار سے جو مجانب ایک صنعیف سوا کنہ سیالکوٹ
خادم الاسلام پریس دہلی میں طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔ چند اقتباس
دیتے ہیں۔ جن سے علمائے اہل حدیث کے کیرکٹر پر کسیقدر روشنی
پڑتی ہے۔ کسی نے شیخ الکل کے نام مندرجہ ذیل خط لکھا جو حرف
بحرف اشتہار مذکور میں درج ہے۔ کہ

"سیالکوٹ کے علاقہ میں دو شخص حنفی المذہب ہیں۔
ان دونوں کی منکوحہ عورتیں مفرور ہو کر دہلی پہونچگئیں۔ وجہ
فرار کی یہ ہے کہ بعض علماء (اہلحدیث۔ ناقل) نے انہیں
بہکایا۔ کہ تمہارے خاوند مشرک ہیں۔ اس لیئے تمہارا
نکاح کوئی نہیں۔ لہذا وہ مفرور ہو کر یہاں سے بارادہ
رجوع بیعت اللہ و تعلیم علم حدیث کے دہلی میں وارد ہیں لیکن
پھر انہوں نے اپنی والدہ کی طرف تحریر کیا۔ کہ ہم مولوی
عبدالوہاب کے ہاں سکونت پذیر ہو گئی ہیں۔ اور
ہم نے سنت نبوی (یعنی نکاح ثانی) کر لی ہے .....
..... (ان میں سے ایک عورت کی تو والدہ اس کو آکر لے گئی۔ اور
دوسری کے لیئے) اس کے شوہر کو بلا کر عدالت میں استغاثہ
دائر کیا۔ جسپر وارنٹ گرفتاری بنام مولوی عبدالوہاب
صاحب اور برادر مولوی صاحب و شاگرد مولوی صاحب
وغیرہ جاری ہو کر ضمانت پر رہا ہوئے۔ یہ مولوی صاحب

وہ ہیں۔ جنہوں نے کئی نکاح ایسے کرا دیئے ہیں۔ جنکے شوہر زندہ صحیح سلامت موجود ہیں۔ اور انہوں نے طلاق بھی نہیں دی۔ بلفظہٖ ملخصاً ناظرین! یہ وہ عبدالوہاب ہیں۔ جن کی ڈاڑھی موجبہ کا صفایا گھر میں بلا کر آپ کے ہواخواہوں نے قریباً تین سال ہوئے جبراً کر دیا تھا۔ جس کا باعث ایسا ہی ایک مفقدہ نکاح ناجائز تھا۔ اور آپ کے نام ایک اور وارنٹ گرفتاری مفقدہ نکاح جاری ہوا۔ آپ چھپتے پھرے اور آخر ضمانت داخل کر کے مخلصی حاصل کی۔ اس ناگوار قصہ کو یہیں چھوڑ کر اب میں عام علمائے خلف کے متعلق معتبر اقتباس نقل کرتا ہوں۔ مولوی محمد صادق صاحب حنفی نے کچھ عرصہ ہوا۔ ایک اشتہار افضل المطابع دہلی میں بلا اندراج تاریخ طبع کرا کر شائع کیا تھا۔ جسمیں وہ بارش کے متعلق بدعم قبولیت دعا کا باعث علمائے دہلی کے اتفاق و کینہ کو قرار دے کر علمائے خلف کا عام فوٹو کھینچتے ہیں۔ کہ

ہمارے علماء جو ہمارے ہادی اور امام اور مفتی اور خلیفۃ الرسول ہیں۔ جب ان کے دل متفرق ہونگے۔ تو پھر دعا بارش کے واسطے کب قبول ہو سکتی ہے بہتر ہے کہ اول ہمارے علماء باہم اتفاق کریں۔ اور بغض و کینہ دل سے نکالیں۔ ورنہ یہ کل وبال امت کا ان کی گردن پر

ہوگا۔ بلفظہٖ المتضمّا

مولوی عبدالمجید دہلوی شاگرد میاں نذیر حسین شیخ الکل صاحب نے اپنے لیکچر نمبر ۲ موسومہ "مضمون پندرہ شعبان" میں جو بمبئی میں دیا تھا اور ۱۸۶۹ء میں بار دوم اپنے مطبع انصاری میں طبع کرایا حسب ذیل نوحہ خوان ہیں۔

"جہاں کسی جزوی مسئلہ میں دو مولوی صاحب مختلف ہوئے اور دو جماعتیں نہیں۔ اور لگا ایک دوسرے کو اسلام سے مسجد سے نکالنے۔ جدا کرنے۔ ایک دوسرے کو کافر و لکھنے پھر کس تہذیب کے ساتھ۔ کہ جوتا لٹھ۔ آرہ۔ لبولہ۔ کلہاڑا۔ کنہاپ۔ قبقاب۔ برق۔ تیغ تبر۔ نشتر لہا کاگھن۔ آسمانی انگارے۔ قہر آسمانی۔ یہ کتابوں کے نام ہیں جو مسلمانوں نے مسلمانوں کے لیئے لکھی ہیں۔ اور ان کی عبارتیں دیکھئے تو اللہ اللہ یہاں تو ٹولیاں بنائی جاتی ہیں۔ جماعتیں بن رہی ہیں۔ لڑائیاں ہوتی ہیں۔ مورچہ بندی ہو رہی ہے۔ اور اس کشمکش میں اسلام ہے۔ کہ اسکی مٹی خوار ہے۔ (معاذ اللہ ناقل ص ۲۴) اللہ رحیم اور اس کے رسول کریم کے حکم کی یہ تعمیل ہو رہی ہے۔ کہ کسی جگہ فساد کا اس قدر اندیشہ نہیں ہے۔ جسقدر مسجدوں میں لڑائی دنگے کا ڈر رہتا ہے۔ اور جن مسجدوں میں کسی مولوی صاحب

کا دخل ہے۔ وہاں تو جب تک انہیں کا سکہ نہ ہو گیا
مقدور ہے۔ کوئی قدم تو نہ رکھ لے۔ بلکہ مسجدوں
میں جوتی پیزار ہوتی ہے۔ مقدمات عدالت
میں جاتے ہیں خدا کے گھر میں جھگڑا کر کے غیر قوموں سے
فیصلہ کرانے جاتے ہیں۔ جرمانے بھرتے ہیں۔ حجلکے
دیتے ہیں۔ جامع مسجد دہلی کی جوتی پیزار (مقلدین و غیر
مقلدین۔ ناقل) پر پادریوں کے نور افشاں اخبار نے ایک
مضمون لکھا ہے جس سے اگر ہمیں شرم ہو۔ تو سارے
کے سارے ڈوب مریں۔ مگر ہمکو شرم کہاں۔"

بقیہ صفحہ ۲۹

یہی مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلوی ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء کو ایک انجمن
کے جلسے پر لکچر دیتے ہوئے اپنی تقصیریوں دکھاتے ہیں کہ
"ہماری دینی کی وہ حالت ہے۔ کہ اگر سو برس پہلے
کے مسلمان زندہ ہو کر ہمکو دیکھیں تو مسلمان نہ سمجھیں اور
جن مسلمانوں کے حالات اطوار اوضاع کردار کی ریس
کرنے کا ہمکو حکم ہے اور جن کے اقوال افعال کی سند واقعی
ہمارے لئے حجت ہے۔ ان کے دینی حالات سے اگر ہم
اپنے حالات کو ملائیں۔ تو سیاہ سفید کا ظلمت و نور کا۔ رات
اور دن کا۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شاید دو چند

مولوی صاحب نرالے کوان کا سا مسلمان جانے
ہوں۔ جو بے دھڑک اوروں پر کفر کا فتوے
دیتے پھرتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھئے تو سوا
اس دلیل کے کہ انہوں نے سب اوروں پر کفر کا فتوی
دیا۔ تو یہ مسلمان ہونے ہی چاہئیں۔ تمام افعال واقوال
میں معتقدات میں۔ معاملات میں۔ عبادات میں۔ اخلاق
میں کسی بات میں بھی ان (سلف) کے سے نہیں۔

بلفظہٖ ملخصاً از رودادِ مدرسہ مظہر الاسلام دہلی

حکیم ابو الفضل محمد سعید الرحمٰن صاحب دہلوی انجمن اشاعت القرآن
دہلی کے سالانہ جلسہ بابت ۱۳۲۹ھ پر اپنی پر زور تقریر میں علمائے
حال کا رونا یوں روتے ہیں۔

"صاحبان! اب آپ خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ تنزل
کا کوئی دقیقہ باقی ہے جو ہم میں نہ پایا جاتا ہو۔ بے علمی
پست ہمتی۔ اور یہ بھی اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ قوم کا ایک
دو شخص نہیں۔ بلکہ بچے سے لے کر بڈھے تک۔ اور امیر سے
لے کر غریب تک اس بلائے بے درماں میں غرقاب ہیں
اور مزا یہ ہے۔ کہ شومئی اعمال نے یہ حالت پہنچائی ہے
کہ برائیاں اور عیوب جن کو کبھی ہم نفرت سے دیکھتے
تھے۔ آج اُن کو فخر سے ہی نہیں دیکھتے۔ بلکہ اپنی عزت

کا سرمایہ سمجھے ہوئے ہیں ..... یا معاشر المسلمین اگر باعث
اس تمام مذلت اور مصائب کا دیکھا جائے۔ تو وہی چھوڑنا
اتباع کلام پاک کا اور پیروی نہ کرنا سنت سنا دلولاک کا
ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور زیادہ خرابی کا باعث
دو سبب ہوئے۔ اول سب سے گستاخی معاف ہمارے
حضرات علماء میں سے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ کا عمل بلکیخت اٹھ گیا۔ جہاں جس عالی جناب
کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو۔ سوائے اس کے فلاں کافر
ہے۔ فلاں مشرک ہے۔ فلاں بدعتی ہے۔ غرض یہ کہ جو
خاص خاص ان حضرات کے معتقد ہیں۔ وہ مسلمان ہدایت
یافتہ باقی کل نار می گمراہ جس اسلام کو صحابہ کرام رضوان اللہ
نے اپنا خون بہا بہا کر پھیلایا۔ اور مسلمان بنایا۔ یہ حضرت گھر
میں بیٹھے بیٹھے اپنی زبان و قلم سے کافر بنا رہے ہیں۔

اتق اللہ یا معشر العلماء احفظوا السنۃ واصلحوا اعمالکم

بلفظہ روئداد مدرسہ مظہر الاسلام دہلی بابت ۲۲ سنہ ۱۳۰۰ صفحہ ۲

اسی روداد میں دوسرا لیکچر مولوی محمد عبد الراشد صاحب مصنف
صلحت و منازل السائرہ کا صفحہ ۱۰ میں درج ہے۔ جس میں وہ فرماتے
ہیں۔ کہ

"ایک زمانہ وہ تھا۔ جبکہ دوسرے مذاہب کے علماء

اسلام کی صداقت کا اعتراف کریں۔ ایک آج کل کا زمانہ ہے۔ تبدی اور ان پڑھ جاہل اسلام پر اعتراض کریں اس کی وجہ منجملہ دیگر وجوہ کے سب سے بڑی ہمارا آپس کا اختلاف۔ اور اختلاف کی بھی تو کوئی حد ہو۔ کھانے میں اختلاف پینے میں اختلاف اٹھنے بیٹھنے میں غرض ہر چیز میں اختلاف۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نماز میں اختلاف پہلے سے۔ جو ہاتھ بندھنے شروع ہوئے تو ناف تک پہنچے ہیں۔ خیر یوں ہی سہی۔ مگر اب اس پر طرہ یہ کہ فضیلت کا مسئلہ رفتہ رفتہ کفر میں شامل ہو گیا۔ پہلے تو فضیلت ہی پر بحث تھی۔ اب ایک فریق نے دوسرے کو کافر بنا دیا کتنے بڑے صدمے کی بات ہے۔ کہ فروعی مسائل کفر کی حد کو پہنچ جائیں۔ اب اگر کوئی دوسرے مذہب والا یہ پکار اٹھے۔ کہ کثرت الاختلاف فی شیٔ دلیل کذبہ (یعنے کسی شے میں اختلاف کی کثرت اس شے کی جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ ناقل) تو علمائے اسلام فرمائیں کہ کیا ارشاد کریں گے میں مانتا ہوں کہ اکثر باتوں کے اعتبار سے ادبار اسلام کا باعث ہم ہیں۔ مگر اس میں بڑا حصہ علماء کا بھی ہے جو مطلق اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ غضب خدا کا ایک شخص جس کے ہاتھ میں سو دو سو ہزار پانسو آدمیوں کا

ایک گروہ ہو۔ وہ اپنے اقوال و افعال سے گروہ معتقدین
کو دوسرے مسلمانوں سے بدظن کرواوے۔ اور اس کا
نتیجہ یہ ہو۔ کہ آپس میں ایک دوسرے کا مضحکہ
اڑائیں۔ تمسخر کے فقرے کہیں۔ ایک
دوسرے کے بدخواہ جان کے دشمن بیری ایک ہو لے
تو بلائے اوروں کی دونوں بہوٹ جائیں۔ اس کی وجہ
اختلاف اور اختلاف کی وجہ علماء اور ان کی تعلیمات
اسلام میں دوسری قوموں کے مقابلہ سے ہرگز اس قدر
اہل سنت و اہل شیعہ کا اختلاف کیا کم تھا۔ کہ خود اہل سنت
میں کوئی دو فرقے ہو گئے۔ اور اگر یہی لیل و نہار رہے۔ تو
شاید ہر خاندان کا ایک فرقہ ہو جائے۔

بلفظہٖ خصت ۔ اردو اوصفحہ ۶۰ لغایت صفحہ ۶۵

سنہ ۹۶ء میں ایک اشتہار مسمی آغا جان زرزی وسوداگر صدر بازار پشاور
گذر سرآسیا۔ نے "صبیت محمدی" نام سے وکٹوریہ پریس افغان پشاور
میں طبع کرا کر شائع کیا جس میں اپنے ملاؤں کا حسب ذیل حال
اظہار ہے کہ

"میری غرض اور کسی کے ساتھ نہیں۔ صرف ملاّ صاحبان
کے ساتھ ہے جنہوں نے دین کو برباد کر دیا
ہے۔ میرے پیارے بھائیو دیکھو اگر یہ ملاّ لوگ

یعنے بھکیار ظلم پرور رشوت ستان کو پورا پورا حکم خدا
اور رسول صلعم کا سنا دیا۔ تو کیوں رشوت کھاوے گا۔ طرا
صاحب قسم ہے اللہ کی کتنے دین کو برباد کر دیا
اور قیامت کے دن ہم تمہاری خدا کے نزدیک شکایت
کرینگے۔ تم نے خود غلطی اختیار کی اس لیئے ہم لوگ نیز
تباہ و برباد ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ نیز ہمکو دیکھتا ہے۔ کہ
ہمارے اعمال بد ہیں۔ باران کے آثار آکر واپس ہو جاتے
ہیں۔ اگر آپ لوگ اچھے کام کرتے۔ اور خدا کی راہ پر چلتے
تو ہم لوگ نیز رسید ہو جاتے۔ بلفظہ ملخصاً

اسلام نام اخبار مورخہ ۹ اپریل ۱۸۹۶ء میں ایک آرٹکل نکلا جس میں
علمائے حال کو بانی فساد و تفرقہ قرار دیا گیا ہے۔ اس مضمون کا راقم
عبد الرزاق خان زمانوی ضلع غازی پور ہے۔

وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی پاک زمین میں یہ
ناپاک تخم فساد بویا جس کی وجہ سے ہماری پیاری قوم جو
عزت و وقعت میں اپنا مقابل نہیں رکھتی تھی۔ آج ذلت
میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ... ...
تو ہم انہیں لوگوں کو اس کا باعث پاتے ہیں جنکو نوکے پیشوا
کرتے ہیں ..... ہم کو اس قدر کہنے کا اختیار ضرور حاصل
ہے۔ کہ اے ہمارے مولویو! تم اتفاق کی کتنا بڑا کو طاق

پر رکھکر اپنی بے جا خواہشوں کے پورا کرنے کے لیئے
مریدین کو اس کتاب کا سبق پڑھانے جس کا ایک
سبق بڑی سے بڑی سلطنت تباہ کرنے کو کافی ہے
تم نے قرآن و حدیث ہرگز ہرگز نیک نیتی سے نہیں پڑھا
اس پر تمہارا کچھ بھی عمل نہیں ہے۔۔۔

"ہماری قوم نے دین کی حفاظت بالکل نہیں کی دین کے مقابلے میں رسم ورواج کی پابندی مقدم رہی۔ علمائے نے آپسمیں ضد اور بغض پر کمر بانده کر شوکت دینی کو خاک میں ملادیا۔ قوم کو گرداب تعصب میں پہنسادیا۔ افسوس ہے کہ علمائے اسلاھم نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ ہمارا ستارہ گردش میں ہے۔ اور ہمکو اپنی دینی تعظیم اور قومی عزت کس صورت سے بحال رکھنی لازم ہے۔ چونکہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں میں بے مثل ہے۔ مگر اس کی خوبیاں ہمارے اخبر احمدی کے علماء دین نے گرد آلودہ کر رکھی ہیں۔ ان بے چاروں نے تعصب کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ہر موقعہ پر اس کا استعمال جائز رکھا۔ آخر اس بیماری نے تمام قوم کو پستی کی حالت میں پہنچ دیا۔ اور اس قدر خبط الحواس بنادیا۔ کہ ایک موٹی سے موٹی بات بھی سہولیت سے قوم نہیں سمجھ سکتی۔

بلفظہٖ ملخصاً ص ۶ و ۷

اخبار صدائے ہند لاہور مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۵ کالم ۳ میں زیر حی

لہ بھی تو حکیم روحانی حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت میں یہ اقرار کرانا ضروری قرار دیا۔ کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا" فافہم وتدبر

احمدی

"ہمارے خدا" پر مضمون نکلا ہے۔ اسمیں سے چند اقتباس نقل کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے

"تعجب ہے۔ اور سخت تعجب ہے۔ کہ وہ قدوس پاک خدا (جس کی شان ایسی حالت میں ہے) مکتب محبت میں ذلیل ترین اور بدترین خصائل انسانی ہیں۔ ان میں موجود۔ افسوس یہ ہمارا ہادی فرقہ ہے۔ اوپنشن گم است کرا رہبری کند۔ بلفظہ ملخصاً۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک دانا دشمن مولوی ثناء اللہ خان اپنے اخبار وطن مطبوعہ ۹۔ فروری ۱۹۱۱ء کے لیڈر میں مسلمانوں اور علمائے حال کا حال بیان کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

ہم مسلمان ان دنوں کچھ اپنے خستہ حال بدحال اور دین و دنیا سے گئے گذرے ہوئے ہیں۔ کہ اسلام جیسا کامل اور مکمل مذہب اور انسانی تہذیب و ترقی کا بیشمہ ہیں۔ اس لیئے کہ ہم جیسے نیک ناموں کو بدنام کرنے والوں کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ بدنام ہو رہا ہے ..... اور ہمارے نوجوان جو کچھ کہتے ہیں۔ اسلام کی حقیقت پر نظر ڈال کر نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی حالت پر قیاس قائم کر کے کہتے ہیں کیونکہ جب مسلمانوں کی حالت کو ذرا تحقیق کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تو وہ آسمانی تین حصوں میں منقسم ہیں

جا سکتے ہیں۔ اوّل وہ کہ دین و دنیا دونوں کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ اور دونوں شعبوں میں وہی کرتے ہیں۔ جو ایک انسان کامل کو کرنا چاہیئے۔ دوسرے وہ کہ دین ہی دین ان کے پاس ہے۔ اور دنیا سے انہیں سروکار نہیں (یعنی علماء نافل) تیسرے وہ کہ دنیا میں گرفتار ہیں۔ اور دین سے واسطہ تک نہیں رکھتے۔ قرآنی تعلیم کو پورے طور پر سمجھنے کے بعد ہر سمجھدار کہہ سکتا ہے۔ کہ مسلمان کہلانے کے مستحق صرف پہلی جماعت والے ہیں۔ جو دین کے بھی پابند ہیں۔ اور دنیا بھی شائستہ طریق سے حاصل کر سکتے لیکن جب ہم آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ تو اس صفت کے مسلمان شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں۔ اور یہی یقین ہوتا ہے۔ کہ مسلمان کہلانے کے مستحق صرف دیندار ہیں۔ جو دین کے بھی پابند ہیں۔ اور دنیا بھی شائستہ طریق سے حاصل کر سکتے لیکن جب ہم آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ تو اس صفت کے مسلمان شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں۔ اور یہی یقین ہوتا ہے۔ کہ مسلمان کتاب (قرآن) بالکل صحیح سمجھا ہے۔ زمانہ صرف دینداروں کی جماعت پر نظر جاتی ہے۔ تو قرآن و اسلام سے برگشتگی کا سبب ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دینداروں (یعنی علماء نافل) کی جماعت میں کسی بالعموم وہ اوصاف حمیدہ نہیں ملتے جو ایک ایسی جماعت میں ہونے چاہئیں جس نے اپنی تمام زندگی کا مقصد دینداری ہی قرار دے لیا ہو۔ دینداری کے بڑے اوصاف میں للہیت علم و خاکساری درد مندی و غمخواری لیکن مسلمانوں کی وہ دیندار جماعت جو

آپ کو دیندار کہتی ہے۔ ان اور ان جیسے اوصاف سے
خالی نظر آتی ہے جو روحانی امراض مہلکہ ہو سکتے ہیں۔
وہ اس جماعت کے اکثر افراد میں نہایت شدت کے ساتھ
پائے جاتے ہیں۔ پس جو شخص دینداروں (عالموں ناقل) کی
حالت دیکھکر قرآن کی دینی تعلیم پر رائے لگاتا ہے۔ فوراً
کہہ دیتا ہے۔ کہ دینی تعلیم قرآن کی ناقص ہے۔ رہے
وہ دنیا دار جو نام کو مسلمان ہیں۔ ان کی حالت اور بھی بری ہے
دنیا کے کتے ہیں۔ اور کتے بھی مردار خور الدنیا جیفۃ
وطالبھا کلاب ط بلفظہ بقدر الحاجۃ ص ۲

افضل الاخبار دہلی مورخہ ۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۵ پر سید عطاء اللہ ہانوی
کا ایک مضمون متعلق علماء دہلی طبع ہوا ہے اسمیں سے بھی چند اقتباسات ہدیہ
ناظرین کرتا ہوں نامہ نگار رویت ہلال عید پر علماء کے اختلاف کا اسطرح
بیان کرتا ہے۔

"فرقہ ناسمجھہ علماء بھی چودھویں صدی کے فتنوں میں۔
سے ایک فتنہ ہے۔ اسے جب سوجھتی ہے۔ نئی ہی سوجھتی
ہے۔ سال گذشتہ میں عید الضحےٰ کے موقعہ پر فتور ڈالدیا تھا
کہ رویت ہلال کے لیئے باہر والوں کی شہادت کافی نہیں
ہو سکتی۔ فرقہ مقلدین اسوقت تو ان کے داؤں میں نہ آیا۔
اب کے سال قابو میں آگئے۔ اور اخیر کار روزہ ان کی نذر کر دیا

اور تمام شہر میں مشہور کر دیا۔ کہ ایک قومی لیڈر نے روزہ افطار کر دیا۔ عوام الناس نے اور علمائے مقلدین کی طرف رجوع کیا۔ مگر ان بیچاروں میں سے بعضے تو کسی بڑے مولوی صاحب کے خلعت الصدق اور مولوی گلزاری (ابراہیم ناقل) صاحب کے پاس پہنچے۔ ان کو معلوم نہ تھا۔ کہ یہ نئے نئے مولوی صاحب ہیں۔ رگوں میں زور ہے۔ شہرت کے طالب ہیں۔ غرض یہ روزے کو بھوبی حوض میں غوطہ دے آئے ہو گا۔ مگر ان کی خبیث حالت تھی۔ لوگ سر ہوئے جاتے تھے۔ مولوی صاحب مار مار کر مرمت کے سر چھکائے جاتے تھے۔ ..... اسی کے متعلق مذہب اسلام تجھ کو ایسے لوگ پیش کرتوں کی نفسانیت نے بدنام کر رکھا ہے۔ افسوس اس دیار غریب میں تیرا کوئی ہمدرد نہیں ..... خود تیرے نام لیوا تیرے خون کے پیاسے اور مخالفین کی نظروں میں حقیر و ذلیل کر دینے کے درپے ہیں۔ وہ تو پہلے کو انگریزی راج ہے۔ ان حضرات کو کسی کے دانت کا اختیار نہیں۔ صرف معمولی مسائل میں مسلمانوں کو کٹ پتلی کی طرح نچا کر مذہب اسلام کو گیند کی طرح اچھال اچھال کر۔ دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ اگر جان و مال پر بھی اختیار ہوتا

تو دیکھتے ایک مسلمان بھی زندہ نظر نہ آتا بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۵ و ۶
ناظرین۔ یہاں تک جسقدر حالات ہم نے علمائے خلف کے انہیں کی
تحریروں سے نقل کئے ہیں۔ وہ اس دعوے کے کہ ؎ زیادہ ثبوت
ہیں۔ جو حدیث مرفوع منقولہ رسالہ ہذا میں حضرت علیؓ سے بطور پیش گوئی
درج ہے۔ کہ علماؤھم شر من تحت ادیم السماء لیکن آگے ہم چند خاص
خاص واقعات مشتہرہ کو بھی نقل کرتے ہیں جس سے اور بھی تائید اس پیش
گوئی کی ہو جائے۔ اور ذیل کے اقتباسات کو پڑھ کر ان مدعیان وراثت انبیاء
کے اخلاق و اعمال سے ہی شر من تحت ادیم السماء کے مصداق
گروہ کا پتہ لگجائے۔

صفحہ ۱۳ میں ایک فتوے عدم جواز احتیاط اظہر بعد تحقیق مجانب
مولوی رشید احمد گنگوہی ؎ تصدیق دیگر بارہ کس علماء مقلدین وغیر مقلدین
طبع ہو کر شائع ہوا جس میں لکھا تھا۔ کہ "احتیاط اظہر لغو ہے" صرف
جمعہ پڑھنا چاہیئے۔ اس کے جواب میں عبدالرزاق و ابو بکر کرنیٹ شا
دہلی نے ۱۰ مولویوں کی مواہیر سے جنمیں سے تین چار کی مہریں عام جواز
احتیاط اظہر کے نقوش پر بھی ثبت ہیں۔ دوسرا فتوے چھاپکر اسکے
احمدی پریس سیالکوٹ میں چھپوا کر شائع کر دیا جس کا خلاصہ حسب ذیل
ہے کہ

"احتیاط اظہر کا پڑھنا اکثر کتب حنفیہ معتبرہ میں موجود ہے اور
اس کا پڑھنا مستحسن اور اولیٰ ہے جو اس کو بدعت سیئہ

وضلالت بتلاتا ہے۔ وہ متعصب اور بے علم اور ضلالت میں
مستغرق ہے۔ بلفظہٖ ص ۱

عدم جواز والے فتوے پر محمد امیر الدین۔ عبد الحق۔ محمد اسمٰعیل۔ محمد شمس الدین احناف کے دستخط منجملہ ۱۲ مفتیوں کے تھے اور اس جواز والے پر یہی منجملہ ۱۰ کے یہی چار مفتی ہیں۔ سچ ہے علماؤھم شر من تحت ادیم السمآء کے مصداق یہی لوگ ہیں۔

حافظ محمد صدیق امام مسجد صدر دہلی کو بذریعہ اشتہار مطبوعہ مطبع نصاری مجرم (ایک نکاح خوانی ناجائز اور دوسرا عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینا) لگا کر فتوے مفتیان دہلی فاسق وغیرہ قرار دیا۔ اگرچہ عمل درآمد ایسے کاغذی پتنگوں کا نہیں ہوا۔ شرم برین امامت!

تصوف کا نیا جال" کے عنوان سے ایک خادم دین کا ایک خاص صوفی دہلوی کے خلاف اشتہار شائع ہوا۔ جو نہایت گندہ ہے۔ مگر بچاس اور تیسری انمیں سے چند شعر ہم نقل کر دیتے ہیں۔ جو اہل حدیث کے لیے قابل شرم ہیں۔ کیونکہ مشتہر غیر مقلد ہے۔ اور بہت کچھ گند بکنے کے بعد مشتہر اپنا مضمون ان اشعار پر ختم کرتا ہے۔ اور کمال شاعری سے اپنے ممدوح کا اتا پتا ہی نظم میں کہہ جاتا ہے۔ شرم!

ڈوک ڈھاری پوں پوں پوں ۔ منار سرنگی چوں چوں چوں
مینڈکی بولا ٹرم ٹوں ٹوں ۔ گدھے کی بول ڈھاچوں ڈھوں
شاعری گئی کاڑوں کوں + کاگ کا بچہ قاں قاں قاں

سچے حالات علمائے غیر مقلدین

اب ہم بالاختصار علماء غیر مقلدین کی اپنے ہی علماء کے جن میں شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ جن سے ہر عمل بالحدیث و ما ادرانا بکیفیۃ صلوٰتھم کے پردہ اٹھکر انکا اصلی چہرہ سب کو نظر آجائے۔ وباللہ التوفیق

ایک اشتہار ۸ صفحہ کا منجانب ابو صادق الفتوں ثناء اللہ امرتسری باطل پر خلاصتاً ایک غیر مقلد ہونے کے طرح ہو کر شائع ہوا اس میں صادق الفتوں عام و خاص طور پر حسب ذیل تحریر ہیں۔ اور آخر میں اپنے دوست کا فوٹو بھی نظم میں کھینچ جاتے ہیں۔ نثر ہے!

"قریب دو سال کے گذرے ہوں گے۔ کہ جناب میاں (نذیر حسین) صاحب کے پاس ایک لڑکا امرتسر کا رہنے والا کسی امیر کا پڑھنے آیا تھا۔ یہ شمو جاں اس پر لٹو ہو گیا۔ کوئی شکل مقام نہیں یہ دونوں صفت فاعل اور مفعول کے واضع نے الگ بنا خفتوں کے لیے وضع کئے ہیں۔ قصہ تو بڑا ہے۔ یہ خبر جناب میاں صاحب کو ہوئی۔ انہوں نے اس کو ہلے کو بہت جھڑکا۔ یہ گیدی خزاں سے غزفشاں کرنے لگا۔ یہ حال ان کے پوتوں کو معلوم ہوا۔ انہوں نے اس کی کنی دبائی اس ناخلف نے میاں صاحب اور ان کے دونوں پوتے

غرض نو شخصوں پر عدالت فوجداری میں دعوے مار پیٹ
اور ساتھ ہی مچلکوں کا کر دیا۔ ایک مارواڑی نے اس دیو
کو شیشہ میں اتار کر دعوے واپس منگایا۔"

پورب سے ایک لہری آیا پھاٹک میں آ پہنچایا
چندہ کر کے کھایا کھلایا پیٹ بھرا یہ گانا گایا ؎
دھنک تا بہی دہنک تا ناچ کھلاڑی دہنک تا
صورت اس کی کالی جیسی وضع کچھ بنگالی جیسی
آنکھیں ایک متوالی جیسی باتیں بارہ تالی جیسی
دہنک تا بہی دہنک تا" انتہی بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۳ و ۴

میرٹھ کا بڈھا طوطی جو آج کل گورنمنٹ یو۔پی کی طرف سے بوجہ بدزبانی
ڈھائی ہزار کی ضمانت نہ ادا کرنے پر اخبار بند کرا چکا ہے ایک اشتہار
مطبوعہ ۲ جنوری ۱۹ء کے ذریعے عید گاہ میں عورتوں کے جانے کا فتویٰ
شائع کرتا ہوا اپنے غیر مقلد ہم مذہب فرقہ کی بدیں الفاظ پردہ دری
کرتا ہے۔ کہ

"مقلدوں کی ہم کہتے نہیں۔ کیونکہ ان کا ایمان تو تقلید پر
ہے تعجب تو اہل حدیث پر ہے۔ جو عامل بالحدیث بننے کے
مدعی ہیں۔ دہلی میں ۵۰ ہزار اہلحدیث سے کم نہیں (لعنۃ اللہ
علے الکاذبین۔ ناقل) مگر یہ بدبخت موٹے تازے چکنے چپڑے
ہونے کی باعث حدیث پر عمل نہیں کرتے۔ اور اپنی مستورات

کو عید گاہ میں نہیں لے جاتے۔ پھر یہ کیسے اہل حدیث ہیں
یہ تو اہل ہوا اور بندہ تقلید آبائی ہیں۔ اسے شک صحیح ہے نقل
پچاس ہزار اہل حدیث میں سے صرف دو چار اہل حدیث
عمل کرنے والے ہیں بیشتر علماء اہلحدیث صحیح
سلامت سے پیر کشمہ ہیں۔ اور اس معاملے میں
اندھے بنے ہوئے ہیں۔

بلفظہ ملخصاً حاشیہ اشتہار نمبر

یہی اخویم حسن شوکت میرٹھ کا میاں محمود اپنے اقوال نامنجملہ ہندو نمبر
مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ایک زیر سرخی دو از ماست کہ بر ماست
اس طرح فرماتا ہے۔ کہ

"ہمارے علماء اہلحدیث دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہم صرف
کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اور زید و بکر کے اقوال
کو نہیں مانتے۔ لیکن یہ دعوے ان کا جبھی تک ہے کہ
کوئی دنیوی غرض وابستہ نہیں ہوتی۔ اور جب کوئی غرض
آ لاوتی ہے یعنے ان کا کوئی ہم مذہب اپنی حکمت عملی
کے مخالف ہوتا ہے۔ تو ان کا دعوے عمل بالحدیث رخصت
ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح کوئی اشتہاری شکاری کی تاک میں جال
پھیلائے رہتا ہے۔ دنیا دار علماء بھی سرخ
اپنے بھائی کو دنیا میں زک دینے اور اپنا مطلب حاصل

کرنے کی فکر میں رہتے ہیں ..... ہم دیکھتے ہیں کہ بعض
خود غرض لوگوں نے چند مرتبہ اسیاہی لیا ہے۔ اور
اب بھی کر رہے ہیں۔ یہ لوگ آپ اپنے پاؤں میں کلہاڑی
مارتے ہیں۔ اور اہل حدیث کے مقدس مذہب کو بدنام
کرتے ہیں۔ لفظ ملخصاً کا لم اول

ایک فتوے کھانے پینے وغیرہ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم
پڑھنے اور صرف بسم اللہ کہنے کے بیان میں جناب مولوی عبدالوہاب
خیر خواہ صدر بازار دہلی مطبع تحفہ ہند دہلی میں صفحہ پر طبع ہو کر شہر
ہوا تھا۔ اس کے جواب میں جناب العزیز غیر مقلد پیلی بھیت
ہوئی۔ اس تردید کے جواب الجواب میں جناب ابو عبدالعزیز غیر مقلد
وہابیہ پارٹی کے بہت کے اشتہار شائع ہوا جس میں عبدالعزیز مشتہر
سابق کافری مشتہر ظاہر کرکے اصل مشتہر کا پتہ کہ کیا غیر مقلد ہے اسطرح
پتہ دیا کہ

وہ فرضی مشتہر عبدالعزیز نے جو شائد میں اپنا نام پتہ نام اور
اپنے ایمان کا مستیانا س کیا ہے حقیقت میں وہ اشتہار
اسی بہانہ سے رچھ اور پور کے بہری اور پہ رسب کا وقوم کی
کارروائی ہے۔ جو کہ غرضہ سے مولوی عبدالوہاب کے خلاف
کھیلا گیا ہے۔ مگر وہ ان کی دشمنی میں نہ پہلے کامیاب ہوا
اور ان شاء اللہ آئندہ کامیاب ہوگا۔ ہٹکار ایسے کام پر اور ذلت

میاں نذیر حسین دہلوی کی کرتوت

۳۱ جنوری ۹۳ سنہ کو غیر مقلدین کے شیخ الکل نے عدالت دیوانی دہلی میں بمقدمہ ملک النساء مدعیہ بنام شمس الحق وغیرہ مدعا علیہم دعوے ابانت طلاق مندرجہ ذیل حلفی شہادت دی جسمیں بیان کیا۔ کہ شوہر کے دس بارہ برس تک اپنی بیوی کو نان ونفقہ نہ دینے اور عدم خبرگیری سے شرعاً حاکم وقت کو طلاق دے دینے کا اختیار ہے چنانچہ وہ حلفی بیان یہ ہے۔ کہ

"اگر کوئی مسلمان باوجود نہ ہونے مزدکافر کے اپنی بیوی کو دس بارہ سال تک نان ونفقہ نہیں دیتا ہے۔ اور نہ اس کے پاس آتا جاتا ہے۔ تو اس کو لازم ہو گیا ہے۔ کہ اس کو طلاق دیدے۔ اور اگر وہ اپنی مرضی سے طلاق نہیں دیتا ہے۔ تو شرعاً حاکم وقت کو اختیار ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اس کے خاوند کے قائم مقام ہو کر اس بیوی کو طلاق کر دے۔ اس طلاق کو طلاق بائن کہیں گے۔ جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ کہ بصورت عدم خبیرگیری نان ونفقہ طلاق لازم ہو جاتی ہے۔ وہ مذہب شافعی حنفی وحنبلی کی رو سے بیان کیا ہے۔ بلفظہ بقدر الحاجۃ التکال علی التخایص

اس کے خلاف دوسرا بیان حلفی بمقدمہ محمد عمر بنام مہر الٰہی وغیرہ جرم دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند بعدالت مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع دہلی جو ۱۰۹ جون ۹۹ء کو دیا۔ وہ ملاحظہ ہو۔

"اگر کوئی عورت روٹی کپڑے سے لاچار ہو۔ تو عالم اس کو فتوے دے دیگا۔ قاضی کی جگہ عالم ہی ہے۔ حاکم ہو یا عالم اس کے پاس عورت کو جانا چاہئے۔ خود نکاح نہیں کر سکتی۔ مذہب حنفیہ میں یہی حکم ہے۔ فتاوے حمادیہ فتاوے قنیہ میں تحریر ہے۔ میاں شریعت میں کچھ حق نہیں رکھتا ہے۔ جب عورت کو تکلیف ہو تو دعوے کر سکتی ہے۔ شہادت لینے کے بعد مولوی یا حاکم فتوے دیوے گا۔ فتوے حرف الف پر میری مہر ہے۔ اظہار مورخہ ۹۱ء حرف (D) جو اوپر نقل ہو چکا ہے۔ (نقل) سنکر کہا۔ کہ مجھکو اس کی بابت یاد نہیں۔

بقیہ از اگلا صفحہ

اب پیرا فتوے حرف الف شیخ غیر مقلدین کا جو خدا و رسول کے نام سے دیا گیا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔ کہ وہ ان ہر دو بیانات کے خلاف ہے سائل کا استفتا یہ ہے۔ کہ "بموجودگی شوہر اور نان و نفقہ نہ دینے سے آیا بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ یا نہیں۔" اس کا جواب شیخ الکل

نے یہ دیا ہے۔ کہ

"آیات مندرجہ فتوے ہذا سے صاف ظاہر ہے۔ کہ رکھنا اور علیحدہ کرنا مرد ہی کے اختیار میں ہے۔ بلکہ مرد کا اختیار ڈال رکھنا ادھر میں لٹکتی ہوئی بھی ہے اور رہنا سہنا نے کو بھی ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ایسا نہ کیا کرو پس جب شوہر موجود ہے۔ تو بہ سبب نہ دینے نان و نفقہ کے عورت شوہر کے نکاح سے علیحدہ نہ ہوئی۔ تو غیر مردوں پر حرام ہوئی۔

بلفظہٖ ملخصاً۔ فتوے مطبوعہ خادم الاسلام پریس دہلی صفحہ ۲ و ۳

دیانت کا خون

ناظرین! آپ نے یہ گرگٹ چالیں ملاحظہ فرمالیں کہ جس شخص کو شیخ العرب والعجم وارث الانبیاء و ماحی سنت و قامع بدعت وغیرہ وغیرہ خطاب دیئے گئے ہیں۔ اس کے یہ اقوال متضاد ہیں۔ جو حلفی طور پر بیان کئے ہیں۔ اول تو یہ شرعی فتوے بتایا۔ کہ بغیر اختیار مرد کے صرف نان و نفقہ نہ دینے کی وجہ سے کوئی عورت زوجیت سے نکل سکتی ہے۔ اور نہ بغیر شوہر کوئی اس کو نکال سکتا ہے پھر عدالت دیوانی میں قسم اٹھا کر یہ بیان کیا۔ کہ جو شوہر دس بارہ سال تک نان و نفقہ نہیں دیتا۔ تو وہ طلاق دیدے اور اگر مرضی خود طلاق نہیں دیتا۔ تو حاکم وقت یا عالم کو اختیار ہے۔ کہ اس کو مطلقہ قرار دیدے اس بیان میں قرآنی آیات سے جو فتوے دیا تھا۔ کہ مرد کو ہی

اختیار طلاق ہے۔ وہ ضبط کر لیا گیا ہے۔ اور اس مدت بارہ سالہ کو بموجب حنفی مذہب کے مسلمہ قرار دیا ہے۔ اس کے خلاف جون ۹۹ء میں بمقدمہ فوجداری قسم کھا کر یہ اظہار کیا۔ کہ اگر نان و نفقہ سے عورت لاچار ہو۔ تو عالم یا حاکم اس کو مطلقہ قرار دے دیگا۔ اور نان و نفقہ نہ دینے کی میعاد شرع میں مقرر نہیں۔ جب عورت کو تکلیف ہو دعوے کر سکتی ہے۔ اور اس حکم کو بھی مذہب حنفی سے ہی بیان کیا ہے بشتم یہ ہیں تیرہویں صدی کے علماء جو مصداق ہیں حدیث مرفوع متذکرہ صدر کے اب ذرا صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کا ریمارک شیخ الکل کی نسبت ملاحظہ کر لیجئے۔ جو بمقدمہ فوجداری ۲۶۔ جون ۹۹ء کو تحریر فرمایا ہے۔

صاحب ممدوح فرماتے ہیں۔ کہ :-

"ہمارے نزدیک یہ مولوی (نذیر حسین) ایسا بڑھا ہے کہ ایسے ضروری مقدمے میں اس کی رائے قابل التفات نہیں ہے۔ علاوہ اس کے یہ مولوی عبد السلام کا تایا ہے کہ جس نے ہمراہ اور مولویوں کے فتوے ملزم پر دستخط کئے ہیں۔ اس خاص مقدمہ میں مولوی ظاہر اس وجہ سے (سزا) سے بچ گئے۔ کہ انہوں نے ایک قیاسی مقدمہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اور ظاہرا مسماۃ کے بیانات کی تحقیقات کرنے سے انکار کیا ..... ہمیں اس بات کے تسلیم

کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے۔ کہ مولوی ملزمہ کو آزادی
کا حکم دینے کے مجاز نہ تھے۔ اس لیئے عدالت حکم دیتی ہے
کہ ہر ایک ملزم (مہر الٰہی۔ دسمات) مبلغ عنہ ۵ عنہ ۵ روپیہ
جرمانہ دیوے۔ ورنہ بعدم ادائے جرمانہ ایک ایک ماہ قید
محض رہیں۔ تحریر ۲۶۔ جون ۹۹ء دستخط حاکم۔

بلفظہٖ ملخصاً۔ النکال صفحہ ۱۹

امرتسری شیطان کا روحانی باپ مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے فرقہ
غیر مقلدین کے علماء کی نا اتفاقی اور بد اخلاقی پر اشاعت السنۃ جلد ۱۰
میں۔ "اصل حدیث میں نا اتفاقی" کا عنوان قائم کر کے حسب
ذیل نوحہ خوان ہے۔

"اس گروہ (اہلحدیث) میں عجیب نامساوائی کے ساتھ
مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ اپنے پیشواؤں اور بھائیوں کی اپنی
مجالس میں رات دن غیبت اور عیب جوئی کرتے ہیں اخبارات
میں اکاذیب اراجیف شائع کرتے ہیں۔ اور خود عقل
کے دشمن مذہب کے نادان دوست اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ
ان مفسدانہ کارروائیوں سے وہ اپنی جماعت اور اپنے
مذہب کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ اسمیں ان کی جماعت کا نمبر
گھٹتا ہے۔ اور ان کے مخالفوں کا نمبر بڑھتا ہے۔ اور
طرفہ تر یہ ہے۔ کہ اس تفرقہ کیلئے چند مفتریات و بہتانات قائم

کر کے علماء حنفیہ نے جو اس گروہ (اہلحدیث) کو کافر
بتا چکے ہیں فتوے کفر کے لٹے پھرتے ہیں۔ اس فعل
سے ہمیں انہوں نے یہودیوں کے بھی کان
کاٹے۔ اور یہ شعر ہمیں سے اپنا نہ ہوسکے کہ اس زمانہ تحقیق
و آزادی میں ان کاموں کے کہ کفر کے فتووں سے کون
ڈرتا ہے۔ ایک جانب سے کفر کا فتوے سے لگایا جائے گا
تو دوسری جانب سے دو فتوے جڑا جائے گا۔ یہ کام
صرف معدودے چند علماء ہم خام اہل علم میں محدود
رہتا۔ تو اس سے وہ نتیجہ تفرق پیدا نہ ہوتا۔ رونا تو اس
ہے۔ کہ چند اشخاص اس فساد کے مرتکب اور مہتمم ہیں اور
باقی اعیان مال سے اور قلم سے حامی اور کوئی سکوت
و تسلیم سے ان کا مصدق ہے۔ ایسا کوئی نہیں جو انکی
زبان و قلم کو پکڑ لے۔ اور بدگوئی سے روک کر باب تفرقہ و
فساد کو بند کر دے (مولوی جی! افسوس کہ یہ شعر ہمارے
معلوم کر کے بھی آپ نے سنت اللہ کو نہ سمجھا۔ اور سمیع و قت
مامور من اللہ کی بیعت نہ کر لی۔ بھلا جس جماعت کا کوئی امام اور
پیشوا نہ ہو۔ وہ اگر خود رو اور آزاد نہ بنے تو اور کیا کرے۔ دیکھو
اسی لیئے خداوند کریم نے یہ سلسلہ جاری کیا ہے۔ کہ ہر صدی
کے سر پر ایک مجدد کو مبعوث کر کے متقیوں کا امام بنا دیتا ہے

جبر کی فرمانبرداری تمام دینی دنیوی امور میں وہ بحکم الٰہی کر کے
خوشنودی باری تعالےٰ حاصل کرتے ہیں۔ اور نا اتفاقی وپھوٹ
کے بدنتائج سے بچائے جاتے ہیں۔ جو ان کی حکم عدولی کرتا ہے
وہ خارج از جماعت کر دیا جاتا ہے۔ ہر کسی کا حق نہیں ہوتا۔ کہ اس کو
داخل جماعت سمجھے۔ دیکھ لو مرتد پٹیالوی کو۔ اور پھر دیکھلو اپنے
خارج کردہ روحانی فرزند کو۔ تم اس کو اہل حدیث سے خارج
کرو۔ اور اُس نے اس کو داخل اہلحدیث کر دیں۔ اور اگر کوئی
امام یا ہادی ہوتا۔ تو کیا مجال تھی کہ مخرج کو اپنے ساتھ کوئی
ملا سکتا۔ تا وقتیکہ وہ تائب نہ ہو جاتا۔ یہ ہے فرق الٰہی سلسلہ
اور انسانی بناوٹی جماعتوں میں۔ اب بھی سمجھو اور اپنے حال
پر نادم ہو۔ توبہ کرو! تو تواب الرحیم کو پاؤ۔ ناقل) ہمارے
عزیز دوستو جسقدر لمبی تم سے ایک بات کہی اپنا
ہی حال وسوال ہو ٹٹول کر بتاؤ کہ اپنے گروہ کی مجالس یا رسالہ
سے جس پارٹی میں تم آج کل ہو۔ اس پارٹی کے سب ہم
اتحاد رکھتے ہیں اور اپنے مخالف کی شکایت و اہانت
کے وقت ایک دوسرے کے مددگار رہا کرتے ہیں۔ اور
آبرو ریزی جو خونریزی سے کم نہیں کی مجالس میں کمال
سرگرمی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ یہ سبھی فروعات
میں اتفاق رہتے ہیں؟ (ہرگز نہیں) پھر جبکہ تمہاری متفق

پارٹیوں باوجود اختلافات شدید حلت و حرمت
وجوب و عدم وجوب کے ظاہرا کوئی سخت و شنا و
نہیں پایا۔ تم سب آپس میں شیر و شکر ہو۔ اور ہمنوالہ و ہمپیالہ
ہمجالس و غیرہ و بلکہ کوئی مخالف پارٹی میں ایک دوسرے سے
رفیق کسی مسئلہ اختلافی میں ایک دوسرے کو اتنا بھی نہیں
کہتا کہ تم نے کیا غلط مسئلہ کیوں بیان یا تحریر کیا ہم تو
کبھی نہیں سنا۔ کہ اس بنا کے لیئے کبھی جلسہ ہوا ہے
کہ ایک شخص نے اموال تجارت سے خدا کا حق صحیح نہیں دیا۔ اور
زکوٰۃ کو باطل کیا ہے۔ کہ فلاں ملا صاحب جو وجوب سور ہ
فاتحہ مانتے ہیں۔ وغیرہ کی خبر لیں۔ یا ان کے جواب میں
کوئی رسالہ مشتہر کریں اور نہ یہ سنا کہ ان اختلافات حلت
و حرمت و وجوب و عدم وجوب پر کسی نے مسلمانوں کے
حق میں یہ درخواست کی ہو۔ کہ اسلام چلا۔ اس کا دم خطرہ
کوئی اسپر رونے والا ہے۔ تو وے (جیسا کہ عبد المجید
غزنوی نے بٹالوی صاحب کے بعض مضامین مندرجہ اشاعت السنۃ
کفار کی نوکری وغیرہ کے متعلق ایک رسالہ اعانت الملۃ الاسلامیہ
لکھکر اسمیں ان مضامین کی وجہ سے مسلمانوں کو اسلام پر رونے کا
کا حکم دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ فلیبک علی الاسلام من کان باکیا
ایسا ہی بٹالوی غیر مقلدوں کے اختلاف باہمی پر شکایت کرتا ہے

کہ کیوں کسی نے ان جہاریوں وغیرہ پر یہی فقرہ نہ کہا۔ نیز اگر تو پھر اس قسم کے اختلاف کے سبب آپ لوگ اپنی مخالف پارٹی کے کیوں دشمن ہو رہے ہیں۔ دن رات ان کی غیبت و بدگوئی کرتے ہیں۔ ان کی مخالفت اور ایذا رسانی کی تجاویز سوچنے کو آپ کی کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ کیا یہ دین میں تشدد اور غلو نہیں جس پر خدا تعالیٰ نے یہود وغیرہ کو برا کہا ہے۔ (مولینا یہ بھی تو حسب پیش گوئی مخبر صادق مثیل یہود ہیں بعل بالنعل ان کی مطابقت کرنی ان کی سرشت میں ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ ایسا نہ کرتے تو علماء ہم شر من تحت ادیم السماء کے مصداق کس طرح بن سکتے۔ جو انہیں کے حق میں وارد ہے گستاخی معاف آپ بھی ان اپنے بھائیوں سے کم نہیں بلکہ کچھ سبز زیادہ ہیں۔ ناقل) انتہی بلفظہٖ ملخصاً اشاعت السنہ جلد ۱۱

ناظرین! غیر مقلدوں کے ایڈوکیٹ یا لائق مولوی کا بیان در بارہ فرقہ غیر مقلدین تو سن چکے ہیں۔ اب ایک اور شہادت مندرجہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۱۔ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء تازہ بتازہ۔ سید مولوی عبدالجبار غیر مقلد عمر پوری مقیم دہلی بیان کرتے ہیں۔ کہ

راقم الحروف (عبدالجبار) کو جو پچیس سال کے تجربہ سے معلوم ہوا وہ بیساختہ لکھا جاتا ہے جس طرح عوام کے لیے اصلاح کی ضرورت ہے اسی طرح مولویوں

واعظوں کے لیئے ضرورت ہے۔ اور یہ ہماری
اس قسم کی ہے۔ کہ اس کے لیئے لگاتار اور بار بار دوا و
علاج ہونا چاہیئے سلسلہ کا منقطع ہونا سخت اندیشناک
ہے۔ (یہ ہے جرائم سے اشتعال جس سے ضرورت الامام۔
باحسن وجوہ ثابت ہوتی ہے۔ اگر مولوی اور واعظ اس بدترین حالت
میں نہ ہوتے تو مسیح موعود کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایک بڑا غیر مقلد
مولوی اپنا پچیس سالہ تجربہ لکھ رہا ہے۔ کہ مولوی اسیطرح قابل
اصلاح ہیں جس طرح عوام جہال۔ کیا امرتسری خبیث اب بھی
نہیں سمجھیگا۔ کہ کسی مصلح کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بگڑی ہوئے
مریضوں کا بگڑے ہوئے مریض کیسے علاج کر سکتے ہیں ۵ خفتہ
را خفتہ کے کند بیدار (قائل) بیشتر عوام اہلحدیث کی یہ
افسوسناک حالت ہے کہ جس مولوی یا واعظ کے معتقد ہوئے
گویا مقلد ہو گئے۔ واعظ مذکور میں کیسی ہی زشت و نازیبا
حالتیں پائے جاویں۔ ان کو سب پسندیدہ اور مقبول
جس سے برگشتہ ہوئے وہ کیسا ہی صلاحیت سے معمور
ہووے (غیر مقلد اور صلاحیت اجتماع ضدین۔ قائل) لیکن
ان کے نزدیک ناپسند و مردود۔ اول تو مقلدین کی مسجد
سے اپنی مسجدیں الگ کی گئیں۔ پھر آپس میں بھی یہی تقسیم
جاری ہو گئی جس واعظ نے زیادہ تر اپنے مخالفوں کی

مذمت اور طعن و تشنیع پر زور دیا۔ اور اپنے گروہ اور گھر والوں کے گناہوں اور عیبوں پر التفات نہ کیا اس کے ساتھ عقید تمندی ہوئی۔ کہانتک افسوسناک حالات بیان کیئے جاویں ہر چند کہ ظاہری حالات کے لحاظ سے اصلاح بہت دشوار معلوم ہوتی ہے لیکن اللہ کی رحمت سے دیرینہ اہل حدیث کا جنکی حالت کچھ مدت سے حسرت ناک (نہیں بلکہ عبرت ناک۔ ناقل) ہو گئی ہے درست ہو جانا کیا مشکل ہے" (مولٰنا خدا کی رحمت سے جو فرقہ دور دور بہاگے اور آفتاب کی طرف سے اپنا دروازہ بند کر لیے۔ وہ تو بدبخت ضرور اندھیری اور غضب میں رہے گا۔ آپ لوگوں نے باوجود تجربہ ۲۵ سالہ کے بھی اپنی حالتوں پر رحم نہ کھایا۔ اور خدا کی بھیجی ہوئی رحمت مسیح موعود کے قریب نہ آئے۔ اس آفتاب صداقت سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تو خَتَمَ اللّٰہ کے مصداق ہو گئے اور کونوا مع الصّٰدقین پر عمل نہ کیا۔ پھر علم خشک جسمیں تزکیہ نہ تھا تقویٰ نہ تھا محض حدیث دانی یا تفسیر خوانی آپ کے کچھ بھی کام نہ آئی فتفکروا۔ ناقل)

دور کیوں جاؤ خود مشہور الذہبی کا بیان سنو۔ وہ علماء نہال کنور باستثنا کے تو یہ کہتے ہیں

اہل حدیث مورخہ ۱۸ مارچ سنہ میں جلسہ ندوۃ العلماء کی ایک تجویز پر لکھتا ہے۔ کہ

"ان گروہی اختلافات۔ (یعنے شیعہ سنی حنفی شافعی مقلد غیر مقلد۔ ناقل) سے نیچے اتر کر شخصی اختلافات اس درجہ پر ہیں۔ کہ الامان والحفیظ ایک ہی فرقے کے ایک ہی مذہب کے دو پیرو اتنا اختلاف رکھتے ہیں۔ کہ دیکھنے والا باور نہیں کر سکتا کہ ایک نوع یا ایک صنف کے دو فرد ہیں۔ بلکہ وہ ایسا سمجھتا ہے۔ کہ یہ تو کسی جنس عالی۔ (یعنے انسانیت۔ ناقل) میں بھی شریک نہ ہونگے۔ مثال کے لیئے حنفی مذہب کے مختلف خیالات کے دو اشخاص کو دیکھتا ہو۔ تو اصحاب بریلی اور دیوبندی کو دیکھئے۔ کہ کتنا بڑا بون بعید ہے" یا ثناء اللہ اور غزنوی یا بٹالوی اور بہو بڑی۔ یا لطف حسین اور عبد الوہاب دہلوی وغیرہ کو دیکھ لو کہ باوجود غیر مقلد یا بخیال خود اہل حدیث ہونیکے کس قدر باہمی مغائرت ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ رحماء بینہم کے مصداق ہیں یا قلوبہم شتی کے خطاب یاب ہیں۔ ناقل)

بقیہ صفحہ ۲ کالم دوم

اسی مضمون کا اپنی جماعت کو جتانے کے لیئے انجمن صادقین کا کاذب سکرٹری سلسلہ حقہ احمدیہ کا کچا پیرو دلی قلم سے ذکر کرتا ہے

مگر محض دعوے بے دلیل کے طور پر چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ کہ

"آج ہمارے پڑوس میں قادیانی جماعت مخمر کرتی ہے کہ ہمارا مرکز وحدت امام ہے۔ اور ہمارے سوا کسی کا نہیں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں میں بھی اس قسم کے اختلاف ضرور ہیں جو فہم مسائل سے تعلق رکھتے ہیں" بلفظہٖ صفحہ ۳ کالم اول

اس کا جواب ہماری طرف سے مجملاً تو یہ ہے۔ کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ خدانخواستہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی فرد میں وہ اختلاف نہیں جس کو دیکھنے والا دیکھکر یہ باور کر سکے۔ کہ یہ ایک نوع یا ایک صنف کے دو فرد نہیں یا ایک دوسرے کو۔ فاسق کافر۔ ملحد۔ زندیق۔ نیچری۔ چکڑالوی۔ معتزلی۔ وغیرہ وغیرہ خطابات دیتا ہو۔ اگر فہم مسائل میں ان میں کوئی اختلاف ہوتا بھی ہے۔ تو ایسی رنگ میں ہوتا ہے۔ جس کا ذکر تمہارے اعلے رکن عمر پوری نے ۱۱ مارچ ۱۹۱۰ء کے اہل حدیث میں صفحہ ۸ کیا ہے۔ کہ "صحابہ کرام و سلف صالحین میں اس امر کا (جو باہمی اہل حدیث میں نفاق و شقاق ہے) وہم و گمان بھی نہ تھا بعض مسائل میں ان کے درمیان یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک صحابی ایک طرف اور تمام صحابی دوسری طرف۔ لیکن باوجود اس کی جدائی و علیحدگی کا نشان بھی نہ تھا" اور امر تسری کا ذب! اگر ایسا اختلاف جیسا کہ تم میں موجود ہے اور ہم جابجا اس رسالہ میں اس کو نقل کرکے

دکھلاتے آئے ہیں۔ اور آئندہ اور دکھائیں گے۔ سلسلہ عالیہ میں
ثابت کر دے تو ہم مبلغ پچاس روپیہ انعام دینگے۔ جہاں چاہے
وہاں اول جمع کرائے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ اربعین اور کلام المبین اور
حق الیقین۔ والٹی میٹم و نصیحت نامہ وغیرہ جیسا اختلاف ہو جسمیں
ایک فرد کو دوسرے فرد سے ایسی علیحدگی و بیزاری ہو جیسی تم کو
غزنویوں سے اور غزنویوں کو تم سے علے ہذا القیاس بٹالوی وغیرہ
سے ہے۔ فافہم ولا تکن من الجاہلین

اب ذرا انجمن اہلحدیث لاہور کا اختلاف اور ثناء اللہ کا اعتراف بھی سنو!

"انجمن اہل حدیث لاہور جو بقول "کے آمدی وے کے
پیشروی" جمعہ جمعہ ۸ روز جس کی عمر ہوگی اسمیں بھی
اختلاف ہوا اور ہے" بلفظہ اہلحدیث مورخہ ۲۵ مارچ سنہ صفحہ ۳
اس کی تائید میں مولوی عبد الحمید غیر مقلد ساکن سوہدرہ معہ مزید ثبوت
اختلاف کے یوں کہتا ہے۔ کہ

"افسوس تو اس بات کا ہے۔ کہ اہ اکیس جماعت اہلحدیث
ترقی مذہب و اصلاح قوم کے لیئے جب کوئی صورت
قائم کرتے ہیں۔ تو اس پر خود قائم نہیں رہتے۔ کانفرنس
اہل حدیث قائم تو ہوئی۔ مگر کانفرنس نے اب تک کیا کچھ
کیا۔ اس کا کوئی جواب نہیں۔ پھر انجمن اہلحدیث لاہور
منقسم ہوئی۔ انجمن اور کارکنان و مدبران انجمن کے مابین۔

اختلاف و نزاع شروع ہو گیا۔ دیکھئے اب انجمن کا انجام کیا ہوتا ہے۔" بلفظہٖ اہلحدیث مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۸ اہلحدیث مورخہ ۱۳ مئی کے صفحہ ۶ میں زیر سرخی انجمن اتحاد العلماء امرتسری کذاب لکھتا ہے۔ کہ

"مسلمانوں میں نا اتفاقی کا مرض عام ہے دنیاوی نزاعات کو چھوڑ کر باقی جسقدر رنجشیں اور نزاعیں مسلمانوں میں ہیں۔ سب علماء کی برکت سے ہیں (کیوں نہ ہوں جبکہ یہ "شر من تحت ادیم السماء" کے مصداق ہیں۔ ناقل) میں تو نہیں کہتا۔ کہ علماء بدنیتی سے پیدا کرتے ہیں۔ ہاں یہ کہوں گا کہ ابتداء ان کی غلط فہمی سے ہے۔ تو انجام ان کا نفسانیت پر (جس کی بنا نیک نیتی سے غلط فہمی پر ہو۔ اس کا انجام نفسانیت پر ہونا باطل ہے۔ ناقل) شیعہ سنی میں اختلاف ہے۔ یا مقلد اور غیر مقلد میں نزاع ہے خوب زور شور سے مضامین لکھے جاتے ہیں۔ سب دشتم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ مقدمہ بازی بھی ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ مصالحت ہو تو کس طرح ہو؟ بلفظہٖ ملخصاً کالم اول صفحہ ۹

امرتسری شریر جماعت **غیر مقلدین آرہ کے قضیۂ مرضیہ** کا کھلے الفاظ میں اظہار کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"جماعت اہل حدیث یوں تو بہت سی ہی آریوں سے

کئی گنا زیادہ۔ مگر ان کا اور اُن کا مذاق الگ ہے۔ یہ (اہل حدیث) لوگ مذہبی آدمی ہیں۔ ان کو زمانے کی ضرورتوں کا احساس نہیں۔ بڑی بات یہ بھی ہے۔ کہ علماء میں ہنوز تنگ ظرفی باقی ہے۔ اہل حدیث کانفرنس زندہ ہے۔ مگر آرہ کے قضیۂ نامرضیہ سے اس کے کاموں میں کچھ رکاوٹ آگئی جن لوگوں کو آرہ کا قضیۂ نامرضیہ معلوم ہے۔ وہ میری تصدیق کر سکتے ہیں افسوس ہے اس کی تفصیل نہیں کر سکتا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون"

(منقول اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۶۔ اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۹ کالم ۲)

ناظرین۔ کہاں تک ہم ان علماء حال کے ناگوار اور شرمناک واقعات نقل کرتے جائیں۔ اس کے لیئے تو عمر بھر لکھتے رہنا۔ اور ہزارہا جزو کی کتابیں چھاپ دینا بھی کفایت نہیں کرتا۔ ہنوز وہ رسالہ بازیاں جو مقلدین وغیر مقلدین کی باہمی ہوئی ہیں۔ اور جو کچھ انمیں ایک دوسرے کے خلاف زور افشانی کی گئی ہے۔ نقل کرنی باقی ہے۔ اگر ان کا سلسلہ نہیں منقطع کر دیا جائے۔ تو احمدی رسالہ اس کا متکفل نہ ہو گا۔ اس لیئے جو کچھ ہی نقل کر دیا ہے۔ وہ حدیث مرفوع علماؤھم شر من تحت اديم السماء کی صداقت کے واسطے کافی ہے۔ اب آخر میں پھر ہم خاطر اشرف الناس امرتسری خناس ہم غیر مقلدین کی دیانت

اور امرتسری کی خیانت کا ایک مضمون مجملاً درج کرتے ہیں جس سے شیطان امرتسری کو اگر کوئی شرمائے۔ تو شاید ندامت آئے

وباللہ التوفیق

سن اُو امرتسری!!!

نہ تو حدیث سے میرا نہ میں حدیث کا ہم نہ یاد دیوں کہ نہ کھلتے راز سربستہ یوں سوالیاں ہو مجھ

پیرِ مقلدین کی دیانت اور امرتسری کی خیانت

پیارے ناظرین! امرتسری خبیث ایڈیٹر اہلحدیث نے ایک تفسیر معمولی عربی میں مختصر سے تالیف کر کے چند سال ہوئے۔ کہ شائع کی تھی۔ جس کی بابت اس مردود مفسر نے بڑی جرأت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضور میں ۲۱۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو بذریعہ کھلی چٹھی مطبوعہ کے تفسیر مردودہ کے مقابل تفسیر لکھنے کا بالفاظ ذیل چیلنج دیا۔ کہ

"اگر قرآنی لطائف و معارف دکھانے منظور ہوں تو میری عربی تفسیر کے مقابلہ پر ایک عربی تفسیر اسی (نامعقول نامل) طرز کی لکھیں۔ بعد تیار ہونے کے منصف مسلم الطرفین سے فیصلہ کرایا جائے گا" بلفظہ عن موضع الحاجہ صفحہ ۳

اب سنیئے۔ کہ اس تفسیر اور مفسر کا کیا حشر ہوا تفسیر کے شائع ہوتے ہی اس کی جماعت کے ہم مذہب علماء غیر مقلدین سے جن کی بزرگی اور تقوے کا اس فرقہ غیر مقلدین میں بڑا چرچا تھا۔ تفسیر مذکور کی نسبت حسب ذیل تقریظیں لکھ لکھ کر ثناء اللہ کے پاس بھیجدیں جن کو اس نے الکلام المبین میں شائع کیا۔ مفسر طین غیر مقلدین کے نام اسجگہ بتا دینے ضروری ہیں۔ کیونکہ آگے چل کر انہیں مفسر طین مداہنین تفسیر و مفسر نے بذریعہ فتوے الہ وسوسہ البعین تفسیر کو مردود اور مفسر کو مطرود قرار دینا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

شیخ حسین عرب محدث بھوپال حافظ عبد الہادی امام مسجد راولپنڈی حافظ عبد السلام ملتانی مولوی عبد التواب ملتانی مولوی محمد سعید بنارسی حافظ عبد المنان وزیر آبادی

الغرض تفسیر کا نام تفسیر القرآن بکلام الرحمن حسب مقولہ مشہور "برعکس نہند نام زنگی کافور" رکھا۔ غزنوی وہابیوں نے فوراً ایک استفتا تیار کر عام علمائے غیر مقلدین و مقلدین سے فتوے لے لیا۔ کہ ثناء اللہ مفسر خارج از اسلام و اہل سنت و اہل حدیث ہے۔ اور پھر اس فتوے کو البعین نام سے چھپوا کر شائع کر دیا ثناء اللہ نے اس کے جواب میں الکلام المبین ایک عجیب پردہ در رسالہ ان کے خلاف شائع کیا۔ اس کے جواب الجواب میں حق الیقین حکیم عبد الحق غیر مقلد کی طرف سے اور نصیحت نامہ وغیرہ مولوی محمد حسین

جٹالوی کی قلم سے اور فیصلہ آرہ ثناء اللہ کے مطبع سے معہ دیگر درمیانے اشتہارات مخالفانہ کے شائع ہوا۔ اب آپ ذرا سنبھل کر اس فتنہ کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جو اس مقدس گروہ میں سے نکلا۔ اور اسی میں غائب ہوا۔ اور کچھ ہونیوالا ہے۔ پہلے آپ خلاصہ تقرظیوں کا سن لیں شیخ حسین عرب غیر مقلد محدث بہوپال تفسیر مذکور کی نسبت عربی میں لکھتا ہے۔ جس کا ترجمہ ثناء اللہ اس طرح کرتا ہے۔ کہ

"میں نے اس عظیم الشان تفسیر کو دیکھا اور خوب گہری نظر سے مطالعہ کیا تو ایسا پایا کہ دل کو خوش کرتی ہے۔ عقل اور نقل سے ثابت ہے۔ زوائد اور فضول باتوں سے پاک جو اس کو نہ دیکھے گا۔ اس کو دور و نزدیک کی ذرا بھی تمیز نہ ہوگی جو اس کا ذائقہ چکھیگا۔ وہی خوش قسمت ہے۔ جس کو اس تقریر میں شک ہو۔ وہ اپنے شک کو یقین سے بدلے تو حق واضح اس پر کھل جائے گا۔ (یعنی تفسیر کو دیکھکر میری تقریظ کی تصدیق کرے۔ نقل)

بلفظہ کلام المبین صفحہ ۱۱۸ ملخصاً

اس تقریظ میں بڑے زور سے بہوپالی محدث تفسیر کی تعریف کرتا ہے اور اقبال کرتا ہے کہ میں نے تفسیر کو خوب گہری نظر سے دیکھا فضول باتوں سے پاک ہے۔ جو اس کو دیکھے خوش قسمت ہے۔ عقل نقل

مختصر فہرست کتب نایاب جو وہ

المکتبۃ المحمدیہ لاہور

اشاعۃ السنۃ النبویہ۔ مولوی محمد حسین

بٹالوی کا مشہور ماہوار رسالہ مجلد

جلد اول بابت ۱۸۷۸ء ۴

جلد دوم بابت ۱۸۷۹ء ۴

جلد چہارم بابت ۱۸۸۱ء ۴

جلد پنجم بابت ۱۸۸۲ء ۴

الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریہ

اڈیشن اول مولوی صدیق حسن خاں نواب

بھوپال کی مشہور تصنیف متضمن حالات مبارک

حضرت سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ

علیہ وسلم۔ مجلد ۴

حج الکرامۃ فی آثار القیامۃ۔ فارسی

نواب صدیق حسن خاں کی مشہور و متروک

الطبع جامع حالات و نشانات و آیات

قیامت و نزول مسیح و مہدی علیہ السلام و

خروج دجال۔ نایاب۔ مجلد اڈیشن اول ۴

تسلیۃ المصاب در سوانح حیات و معلومات

فضائل صبر از قرآن و حدیث و بیان

نجات و ہلاکت مفصل از قرآن و احادیث

مولفہ نواب بھوپال اڈیشن اول نایاب مجلد

حدیث الغاشیہ۔ مولفہ نواب صدیق

ابتدا آفرینش دنیا سے تا قیام قیامت کے

حالات و واقعات از کتب اسلامیہ مجلد ۴

تفسیر اردو سورہ توبہ و یونس و ہود

و یوسف مولفہ نواب صدیق حسن خاں مجلد ۴

اولیۃ الجلیۃ۔ اردو میں عقائد اسلامیہ کا

سائنس سے ثبوت۔ قابل دید ۴

ہمارا مذہب

اس کتاب میں عاجز فارسم نے حضرت

مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرحوم و مغفور کا مذہب حضور ہی کی

مبارکہ براہین احمدیہ سے لیکر پیغام صلح تک سے

ہر ایک مسئلہ کے متعلق بلفظہ نقل کر کے جمع

کر دیا ہے جس سے تمام مخترعین دم بخود ہو

رہے ہیں کوئی بھی آج تک جرأت نہ ہوئی کہ آپ کا مذہب

آپ کی تصانیف سے بلفظہ کتاب ہذا کے خلاف

ثابت کر سکے۔ ۱۰ جزو کی کتاب عمدہ خوش خط

مجلد قیمت صرف ۱۰ ار۔ دس آنے۔

المشتہر منیجر الحق انجنسی دہلی

تبرک متبرک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

عکس نامہ مبارک حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس سلطان

یہ اس مبارک خط کا فوٹو ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر میں قبط کے بادشاہ مقوقس سلطان کو حاطب بن ابی بلتعہ عمرو بن عمیر سلمہ کے ہاتھ مہر ثبت لگا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ۶ھ ہجری میں یہ خط روانہ فرمایا تھا۔ یہ نامہ مبارک بعض فرانسیسی سیاحوں نے ان سفروں میں جو قبط کی جانب کئے تھے۔ ایک سفر میں پایا یعنی مصر کے شہروں میں سے جسیم کے گرجا میں ایک راہب کے پاس سے خریدا۔ اور سلطان عبدالحمید خاں والئی دولت عثمانیہ کی خدمت میں اسے لیکر حاضر ہوا۔ سلطان نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہاں سے اس مبارک مراسلہ کا فوٹو اتارا گیا۔ اور پایۂ تخت قدیم دہلی سے نور نظر اہل اسلام [illegible] مبارک مراسلہ کی نقل موجودہ عربی میں مع ترجمہ اردو مقابل میں درج ہے۔ میری رائے اور خواہش یہ ہے کہ ہر ایک کلمہ گو اور محمدی کے گھر میں یہ مبارک فوٹو رہنا چاہیئے۔ جو خوشنما آئینہ میں لگایا جا کر بابت شہ نزول برکت و زینت مکان بنایا جائے۔ پھر دہلی کے یہ مبارک تحفہ دوسری جگہ نہیں مل سکیگا ایک دفعہ منگا کر کم از کم اس کی زیارت سے تو مشرف ہو جاؤ۔ پھر اگر آپ کی آنکھیں منور نہ ہو جائیں۔ تو دام لیں بھیجدو۔ ہم فوراً واپس دلا دینگے۔

عکس یہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر انجمن دہلی ترا با ہمام حال

مصحف عثمانی

حضرت امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کے ایک صفحہ کا اصلی فوٹو رجسٹری شدہ جو نمائش دہلی کے کسی جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتا۔ قابل ہر مسلمان اپنے زینت مکان بناوے۔

عکس یہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر